جلد ۲ | ۲۸ صلح ۱۳۳۲ ہش ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۵۳ء | نمبر ۴

قادیان میں یوم جمہوریت ہند کی تقریب

قادیان ۲۶ جنوری۔ یوم جمہوریت کے منانے کے لئے باقاعدہ پروگرام کے ساتھ جماعت احمدیہ قادیان متعامی کانگریس کمیٹی، میونسپل کمیٹی اور عام پبلک نے حصہ لیا۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ احمدیہ جماعت جو ایک فعّال اور پابند قانون جماعت ہے۔ ایسی قومی اور ملکی تقریبات میں نمایاں طور پر حصہ لیتی ہے۔ اور گذشتہ پانچ چھ سال جب بھی ایسی ملکی تقاریب منائی گئیں۔ احمدیہ جماعت کے افراد باوجود نہایت قلیل تعداد (تین چار سو) میں ہونے کے ایسی تقاریب میں نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں۔ حاضری کے لحاظ سے بھی اور تنظیم اور باقاعدگی کے اعتبار سے بھی احمدیوں کو خدا کے فضل سے دوسری مقامی پبلک پر باوجود اس کے ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے نمایاں فوقیت حاصل رہی ہے۔

امسال غالباً لوگوں کی طرف سے کم دلچسپی لینے کی وجہ سے کانگرس کمیٹی یا کسی دوسرے ادارے کی طرف سے جلوس نکالنے کا کوئی انتظام نہ کیا گیا تھا۔ لیکن جماعت احمدیہ کی طرف سے گذشتہ سالوں کی طرح اس موقعہ پر بھی شاندار جلوس نکالا گیا۔ تمام افراد جماعت کو جن کی تعداد اڑھائی صد سے اوپر تھی۔ اور جس میں احمدیہ سکول کے طلباء بھی شامل تھے تین گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہر گروپ کے پاس اپنا اپنا جھنڈا تھا جس پر مناسب اشعار لکھے ہوئے تھے۔ جلوس میں احباب ترتیب کے ساتھ آٹھ بجے صبح روانہ ہوئے۔ اور رستہ میں مختلف موزوں نعرے لگاتے گئے۔ جن میں سب سے پہلا نعرہ "نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر" اور "آزادیٔ ہند"۔ "جمہوریت ہند"۔ "زندہ باد"۔ "پنڈت جواہر لال نہرو"۔ "ڈاکٹر راجندر پرشاد"۔ "زندہ باد" کے نعرے شامل تھے۔

میونسپل کمیٹی کے دفتر کے سامنے جھنڈا لہرانے کی رسم ساڑھے آٹھ بجے کے قریب لالہ ہری رام صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی نے ادا کی۔ مقامی پولیس کی طرف سے سلامی دی گئی۔ چند نظمیں اور تقاریر بھی ہوئیں۔ جماعت کی طرف سے اس تقریب کی خوشی میں مبلغ دس روپے کی رقم غرباء میں تقسیم کرنے کے لئے لوکل کانگرس کو پیش کی گئی۔ جس کا ان کی طرف سے سردار سریندر سنگھ جنرل سیکرٹری نے شکریہ ادا کیا۔

ساڑھے بارہ بجے دوپہر احاطہ سکھاں میں کانگرس کمیٹی کے زیر اہتمام جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی سردار دریام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے صدارت کی۔ مختصر طور پر سردار دریام سنگھ صاحب۔ میلارام صاحب طائر۔ سردار تیجا سنگھ صاحب اٹر پوری ایم۔ ایل۔ اے نے جمہوریت اور آزادی کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ علاوہ ازاں کامریڈ بلرام جی نے پرجا پریشد کی موجودہ شورش کا ذکر کیا اور اس ایجی ٹیشن کے نقصانات اور پس منظر کو واضح کیا۔ آپ کی تقریر بہت مفصل اور مؤثر تھی۔

اس کے بعد مولانا محمد سعید صاحب مسعودی ممبر پارلیمنٹ و جنرل سیکرٹری نیشنل کانفرنس نے ایک مؤثر اور جامع تقریر کی۔ جس میں پرجا پریشد کی موجودہ ایجی ٹیشن اور شورش کو بے نقاب کیا۔ بعض لوگوں نے کچھ سوالات بھی لکھ کر دیئے۔ جن کے اصولی رنگ میں جواب بھی مولانا صاحب کی طرف سے دیئے گئے۔

جلسہ سے فراغت کے بعد مولانا مسعودی صاحب۔ سردار دریام سنگھ صاحب اور دوسرے معزز مہمان مع مقامی معززین کے کھانے کے لئے احمدیہ مہمان خانہ میں تشریف لائے۔ جہاں جماعت کی طرف سے ان کے دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔

جلسہ سے پہلے اور جلسہ کے دوران میں بھی بعض لوگوں نے جو پرجا پریشد سے تعلق رکھتے تھے نعرے لگائے اور شور ڈالا۔ لیکن پھر بھی جملہ تقاریر امن و سکون سے ہوئیں اور توجہ سے سنی گئیں۔

(نامہ نگار بدر)

ذکر الٰہی کے عطر سے اپنے آپ کو معطر رکھو

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ

"گناہوں سے بچنا تو ادنےٰ سی بات ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ گناہوں سے بچ کر نیکی کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اطاعت کرے جب وہ گناہوں سے بچے گا۔ اور خدا کی عبادت کرے گا تو اس کا دل برکت سے بھر جائے گا۔ اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑے کو پاخانہ لگا ہوا ہو۔ اس کو صرف دھو ڈالنا ہی خوبی نہیں ہے۔ بلکہ اُسے چاہیئے کہ پہلے اُسے خوب صابن سے دھو کر صاف کرے۔ اور میل نکال کر اسے سفید کرے۔ اور پھر اس کو خوشبو لگا کر معطر کرے۔ تاکہ جو کوئی اس کو دیکھے خوش ہو۔ اسی طرح ہر انسان کے دل کا حال ہے۔ وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک ہو رہا ہے۔ اور گھنونا اور متعفن ہو جاتا ہے۔ پس پہلے تو چاہیئے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار سے دھو ڈالے۔ اور خدا تعالےٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے پھر اسکی بجائے ذکر الٰہی کرتا رہے۔ اور اس سے اس کو بھر ڈالے۔ اس طرح پر سلوک کا کمال ہو جاتا ہے اور بغیر اسکے اسکی وہی مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھو ڈالا ہے۔ لیکن جبتک یہ حالت نہ ہو کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق ردیہ و رزیلہ سے صاف کر کے خدا کی یاد کا عطر لگائے اور اندر سے خوشبو آئے اس وقت خدا تعالےٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جب اپنی حالت اس قسم کی بناتا ہے۔ تو پھر شکوہ کا کوئی حق اور مقام ہی نہیں رہتا۔" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار "بدر" قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے نہیں ملی۔ تاہم احباب اپنے مقدس آقا و امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرام ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں ۔

درخواستہائے دعا

(۱) چوہدری عنایت اللہ صاحب اور انکے بیٹے چوہدری بشیر احمد پر ایک سال سے مقدمہ قتل دائر ہے۔ ۲۶ ر ۲۷ ر ۲۸ ر جنوری اس کی آخری تاریخیں ہیں تمام احباب سے باعزت بریت کے لئے نہایت عاجزانہ درخواست دعا کرتے ہیں۔

(۲) خاکسار کی بیٹی جو کہ پانچ خورد سالہ بچوں کی والدہ ہے عرصہ قریباً ۴ (چار) ماہ سے دماغی عارضہ کی وجہ سے بیمار ہے۔ اور آجکل ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام و درویشان قادیان اور دیگر بزرگان سلسلہ کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ برائے نوازش اس عاجز کی بیٹی کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار مرزا محمد شریف بیگ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پتوکی منڈی ضلع لاہور)

جملہ مبلغین نوٹ کر لیں

کہ

تبلیغی رپورٹ ہی واحد ذریعہ ہے جس سے مرکز مبلغین کی حرکت جد و جہد سے باخبر رہ کر بروقت اور صحیح راہنمائی کر سکتا ہے۔ اور پھر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں صحیح رپورٹ پیش کر سکتا ہے۔ انہیں باقاعدگی اختیار کرنا نہایت ضروری ہے اسلئے:۔

(۱) اپنے روزنامچہ پر تبلیغی مساعی کا باقاعدہ اندراج کریں (۲) اسکی مدد سے ہر ماہ کی آخری تاریخ پورے مہینہ کی مکمل رپورٹ مقررہ مطبوعہ فارم پر پر کر کے (۳) اسی دن یا اگلے روز یعنی یکم تاریخ کو لازماً رپورٹ ارسال کر دیں۔ مرکزی مبلغین براہ راست نظارت کے نام اور دیہاتی مبلغین اپنے رئیس التبلیغ کے نام) (۴) ہر جملہ رؤساء تبلیغ کا فرض ہو گا کہ یہ رپورٹیں ملتے ہی ضروری رائے کے ساتھ جلد از جلد دفتر نظارت کو بھیج دیں۔ جو زیادہ سے زیادہ دس تاریخ تک قادیان پہنچ جاویں۔ (۵) رپورٹ فارم پنسل سے ہرگز پُر نہ کیا جائے بلکہ اسکے لئے روشنائی استعمال کی جائے۔ اور جملہ اندراجات صاف صاف اور واضح ہوں۔

نوٹ:۔ دفتر نظارت کیطرف سے اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر ماہ کی بیس تاریخ تک گذشتہ مہینہ کی رپورٹ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت عالیہ میں ارسال کر دی جایا کرے اسلئے آپ پوری کوشش کریں کہ آپ کی رپورٹ بروقت پہنچ جاوے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش ہونے والی رپورٹ میں آپ کا نام رپورٹ ارسال نہ کرنے والوں کی فہرست میں درج نہ ہو۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

درویش کھلاڑیوں کی ڈی۔ اے۔ وی سکول کی کھیل میں شمولیت

قادیان مورخہ ۲۳ر جنوری۔ ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول قادیان کی سالگرہ کی یاد میں سکول میں فٹ بال اور ہاکی کی کھیلوں کا انتظام کیا گیا۔ سکھ نیشنل کالج کی ٹیم میں احمدیہ کلب کی طرف سے مندرجہ ذیل چار کھلاڑی فٹ بال کی کھیل میں شریک ہوئے۔

(۱) مولوی برکت علی صاحب (۲) محمد یوسف صاحب گجراتی (۳) مرزا محمود احمد صاحب (۴) شیخ محمود احمد صاحب پشاوری۔

ریفری شپ کے فرائض ہیڈ ماسٹر صاحب کی درخواست پر جناب مرزا برکت علی صاحب آف آبادان نے خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔

میچ پانچ بجے شروع ہوا جس ٹیم میں ہمارے احباب کھیل رہے تھے۔ اس نے تین گول کئے۔ اور ڈی۔ اے۔ وی سکول کی ٹیم نے ایک گول کیا۔ میچ کے اختتام پر ہیڈ ماسٹر ڈی۔ اے۔ وی سکول نے مٹھائی تقسیم کی۔

لکھنؤ کے ایک بزرگ احمدی کی رحلت!

مرزا اکبر الدین احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۵ر جنوری ۱۹۵۳ء بوقت ۹ بجے شب جناب مرزا اکبر الدین احمد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم خاکسار کے ماموں تھے۔ اور احمدیت کی نعمت مجھے مرحوم ہی سے ملی تھی۔ شاید ۱۹۰۱ء سے پہلے مرحوم نے بیعت کی تھی۔ مرحوم کے احمدی ہونے کے مختصر حالات جو میں جانتا ہوں۔ یہ ہیں ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا اکبر الدین احمد صاحب مرحوم اور مرحوم کے چھوٹے بھائی مرزا احسام الدین صاحب جھانسی میں پولیس میں ملازم تھے۔ وہاں ایک اوورسیر مشتاق احمد صاحب تھے۔ انہیں کہیں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ازالہ اوہام مل گئی۔ مشتاق احمد صاحب شاعر اور علم دوست آدمی تھے۔ اور مرحوم کے دوست تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب مرحوم کے پاس مولوی رحمت اللہ صاحب اور پادری فنڈر کی کتابیں دیکھی تھیں۔ وہ یہ جانتے تھے کہ مرحوم کو ردِ عیسائیت کا شوق ہے۔ اس لئے انہوں نے ازالہ اوہام مرزا صاحب مرحوم کو دیدی ازالہ اوہام کو پڑھنے کے بعد مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گرویدہ ہو گئے۔ اور بیعت کر لی۔ مرحوم کے چھوٹے بھائی ایک مدت تک احمدی نہیں ہوئے تھے لیکن خدا کے فضل سے مرحوم کی تبلیغ سے مرحوم کو تبلیغ کا جنون تھا۔ مرحوم انجیلی طرز تحریر کے ماہر تھے۔ اور اس مخصوص رنگ میں بڑے مؤثر مضامین پرانے بدر، تشحیذ اور ریویو میں جو مضامین مرحوم کے شائع ہوئے ہیں۔ انہیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے احمدیوں نے تبلیغ مبلغین کے ذریعہ سے نہیں کی۔ بلکہ ان بزرگوں نے خود مبلغ ہونے کی حیثیت میں کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سے جدا ہونے والی یہ ہستیاں آج بھی ہمارے لئے ایک عملی نمونہ ہیں۔ اور ہم سے جدا ہونے کے بعد بھی یہ خدا کے بندے ہمارے لئے ایک ایسا عملی نمونہ چھوڑ گئے ہیں۔ جو تبلیغ اسلام کا ایک بہت بڑا گُر ہے۔

پرانے احمدیوں کی عزت ایک مرتبہ میں عزیز مکرم جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی کوٹھی پر حضرت ح سے باتیں کر رہا تھا۔ دوران گفتگو میں چوہدری صاحب نے فرمایا:۔

مرزا صاحب کیسے ہیں؟ میں نے کہا اچھے ہیں لیکن اب بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے سلسلے کے نوعمر کارکنوں کی کم سنتے ہیں۔ مکرم چوہدری صاحب نے گھبرا کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ "یہ بہت قابل قدر لوگ ہیں۔ جس زمانہ میں انہوں نے بیعت کی ہے۔ وہ بڑا عجیب زمانہ تھا۔" چوہدری صاحب کی اس روانی کیفیت کا میرے اوپر بڑا گہرا اثر ہوا اور اُس دن سے میں بالکل محتاط ہو گیا۔

لکھنؤ میں حضرت صاحب کی تشریف آوری ۱۹۱۲ء یا ۱۳ء میں جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ لکھنؤ تشریف لائے تھے۔ تو اُس زمانہ میں مرزا صاحب مرحوم پر تعلقات کی وجہ سے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا اثر تھا۔ لیکن حضرت صاحب کی زیارت کے بعد مرحوم نے حضور کی بیعت کر لی۔ اور پھر کبھی پیغامی دوستوں کا نام نہ لیا۔ مرزا صاحب مرحوم کی عمر ۹۵ سال کے قریب تھی۔ لیکن اتنی لمبی عمر میں بھی بڑے جوان ہمت ہنس مکھ۔ زندہ دل۔ مخیر اور ایک خاص رنگ کے مہمان نواز تھے۔ مرحوم کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے تحریر کئے ہوئے کئی خطوط تھے۔ جو اب شاید ہمیں مل بھی نہ سکیں۔ لکھنؤ کے پرانے احمدی کسی نہ کسی رنگ میں مرحوم کی تبلیغ ہی سے احمدی ہوئے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ لکھنؤ میں احمدیت کے باغ کا وہ ایک قابلِ قدر بیج تھے۔ خدا تعالےٰ مرحوم کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

غمزدہ سید ارشد علی احمدی لکھنؤ۔

دعائے مغفرت

خاکسار کی ہمشیرہ صاحبہ بی بی احمدی خانم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سید اعزاز حسین صاحب بھاگل پوری (بہار) مورخہ ۸ر جنوری ۱۹۵۳ء کی شب کو حیدر آباد سندھ میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوفہ کا جنازہ بذریعہ ریل حیدر آباد سے ربوہ اس کی وصیت کے مطابق لایا گیا۔ نعش امانتاً دفن کر دی گئی۔ موصوفہ نہایت مخلص احمدی تھیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس کے لئے دعائے مغفرت فرما دیں۔ کہ خدا وند تعالےٰ موصوفہ کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمادے آمین۔

عزیز الدین خاں بی۔ اے۔ سی۔ ٹی حال مقیم ربوہ پاکستان

خطبہ جمعہ

ربوہ آنے کو اپنے لئے زیادہ سے زیادہ موجب برکات بناؤ اور اپنے اوقات ذکر الٰہی میں صرف کرو

یہ بھی اپنے درجہ کے لحاظ سے ایک مقدس مقام ہے یہاں رہنے والوں کی اکثریت خدمتِ دین میں لگی ہوئی ہے

از سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس:۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

خطبہ جمعہ سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ جو سیدہ امۃ السمیع صاحبہ بنت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے ساتھ بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر قرار پایا۔ اسی طرح حضور نے سیدہ آنسہ بنت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے نکاح کا اعلان بھی فرمایا۔ جو قاضی محمد شوکت صاحب ابن قاضی محمد حنیف ، کے ساتھ بعوض مبلغ تین ہزار روپیہ مہر قرار پایا ہے

اس کے بعد حضور نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔ اور فرمایا۔

کئی اور دوستوں کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اس موقعہ پر

مجھ سے نکاح پڑھوائیں

ان کی اصل غرض تو یہ ہوتی ہے کہ مرکزی جماعت کے لوگ دعا میں شریک ہو جائیں۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ دفعہ آنے کی بجائے اب جلسہ سالانہ پر آئے ہیں۔ تو ساتھ ہی نکاح بھی پڑھوالیں۔ اس غرض کے لئے بیسیوں لوگ اپنی شادیاں ملتوی کر دیتے ہیں۔ ایسے دوستوں کی خواہش ہوگی۔ کہ میں ان کے نکاح کے اعلان کردوں۔ لیکن چونکہ نکاحوں کے اعلان پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے پروگرام کو اتنی دیر تک روکا نہیں جا سکتا اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۸ر دسمبر کو مغرب اور عشاء کے درمیان نکاحوں کا اعلان کر دیا جائے سو

دوست یاد رکھیں

کہ ۲۸ر دسمبر کو شام اور عشاء کے درمیان نکاحوں کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جو دوست مجھ سے نکاح پڑھوانا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے اپنے کاغذات تیار رکھیں۔ اور ۲۸ر دسمبر کو جمع کر کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پہنچا دیں۔ میں آج ہی نکاحوں کا اعلان کر دیتا۔ لیکن ایجاب و قبول میں اتنا وقت لگ جاتا ہے کہ نہ صرف خطبہ اور نماز کے لئے وقت نہ بچتا۔ بلکہ جلسہ کا کچھ وقت بھی اس میں صرف ہو جاتا۔ اس لئے مجبوراً میں نے نکاحوں کا اعلان نہیں کیا۔ ایک دو اعلان ہوتے تو میں انہیں ان نکاحوں کے اعلانات کے ساتھ شامل کر لیتا۔ (خطبہ سے پہلے عزیزم مرزا رفیع احمد کا نکاح عزیزہ امۃ السمیع بنت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم اور عزیزم قاضی محمد شوکت صاحب کا نکاح عزیزہ آنسہ بیگم بنت میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم سے پڑھا گیا)

ایسے موقعہ پر وقت نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ اور یہ تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس سے ہم زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

آج جلسہ کا دن ہے اور ساتھ ہی جمعہ کا دن بھی ہے اس لئے گویا

جمعہ کے اندر جلسہ کا تداخل

ہو گیا ہے۔ یعنی جلسہ کے اندر جمعہ کا تداخل نہیں ہوا اس لئے کہ جمعہ دائمی چیز ہے۔ اور جلسہ عارضی چیز ہے اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ جلسے کے اندر جمعہ کا تداخل ہو گیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جمعہ کے اندر جلسہ کا تداخل ہو گیا ہے۔ اس لئے میں اختصار کے ساتھ خطبہ جمعہ کو ایک دو منٹ میں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ تا نماز کے لئے وقت بچ سکے۔

افسوس ہے کہ آج

افتتاحی تقریر کے موقعہ پر

گو میں صرف دو چار منٹ بولا۔ لیکن اتنا بولنے کی وجہ سے بھی میرا گلا بیٹھ گیا۔ اور ڈر ہے کہ میں آئندہ تقاریر کے موقعہ پر بول سکوں گا یا نہیں۔ میں علاج میں لگا ہوا ہوں۔ لیکن تاہم آواز بیٹھ رہی ہے۔ صرف ایک دو منٹ میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ جلسہ کے موقع پر یہاں آتے ہیں وہ جلسہ سننے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اس لئے انہیں اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ مفید کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے۔ یہ دن دراصل عبادت کے تا مقام ہیں مسلمانوں پر حج فرض کیا گیا ہے۔ اس فرض کو پورا کرنے کے لئے لوگ مکہ جاتے ہیں جہاں ہمارے آقا سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور پھر ایک لمبے عرصہ تک اپنی زندگی وہاں گزاری۔ تا آپؐ کی وجہ سے جو برکات مکہ مکرمہ کو ملیں۔ ان سے وہ بھی حصہ لیں۔ لیکن ہر شخص حج کے لئے مکہ نہیں جا سکتا۔ پھر مکہ سے اتر کر مدینہ کا مقام ہے۔ جہاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد تشریف لے گئے۔ اور وفات کے بعد وہیں مدفون ہوئے۔ وہاں بھی مسلمان جاتے ہیں دعائیں کرتے ہیں اور عبادتیں کرتے ہیں تا آپ کی برکت کی وجہ سے آپ کے قرب کی وجہ سے کہ آپ وہاں مدفون ہیں۔ ان پر بھی فضل ہو جائے۔ اور تا وہ بھی ان رحمتوں اور فضلوں میں شامل ہو جائیں۔ جو آپ کے وجود کی وجہ سے اس بستی پر ہو رہے ہیں۔ اسی طرح لوگ جلسہ کے موقعہ پر ربوہ آتے ہیں۔ تا موجودہ وقت میں جو برکات اس مقام کو ملی ہیں ان سے وہ بھی حصہ لیں۔

یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے

اور تمام اولیاء اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی برکات بدل جاتی ہیں۔ لیکن مقامات کی برکات نہیں بدلتیں۔ وہ ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن مقام کے حالات نہیں بدلتے۔ مقام گناہ نہیں کرتا۔ وہ جس رنگ میں ایک دفعہ رنگا گیا۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ ایک لمبا عرصہ گزر جانے کے بعد لوگ اس کے اندر خرابیاں کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن وہ خرابیاں لوگوں کی طرف منسوب ہوں گی۔ اس مقام کی طرف منسوب نہیں ہوں گی۔ کیونکہ مقامات جرم نہیں کرتے۔ پس خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی وجہ سے بعض مقامات کو مقدس بنا دیا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا۔ اور اس وجہ سے وہ مقدس قرار پایا۔ اس کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں پیدا ہوئے جن کی وجہ سے

مکہ کی برکات

میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح اور مقامات ہیں جو مقدس ہیں۔ یہ مقام بھی اپنے درجہ کے لحاظ سے مقدس ہے۔ یہاں وہ لوگ بیٹھے ہیں جو یہ ارادہ لے کر یہاں آئے ہیں کہ وہ دین کی خدمت کریں گے۔ یہاں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور دینی تعلیم کے حصول کے لئے بہت دور دور کے ممالک سے لوگ یہاں آتے ہیں۔ اگر کوئی یہاں آئے گا۔ اور چاہے گا کہ اسکی اصلاح ہو جائے تو اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ یہاں رہتے ہیں۔ ان میں اکثر دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جب تک یہاں کے رہنے والوں کی اکثریت خدمتِ دین میں لگی ہوئی ہے۔ اس وقت تک یہ دوسرے مقامات بھی مقدس ہیں اور یہ مقام بھی مقدس ہے۔ جب یہاں کے رہنے والوں کی اکثریت خدمتِ دین سے ہٹ جائے گی تو ان سے تقدیس بھی چلی جائے گی۔ لیکن

یہ مقام پھر بھی مقدس رہے گا۔

کیونکہ جب کوئی جگہ مقدس ہو جاتی ہے۔ تو اس کی برکتیں اس سے واپس نہیں لی جاتیں۔ اس لئے کہ اس کے حالات نہیں بدلتے۔ وہ گناہ نہیں کرتا۔ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ مقدس جگہیں ہیں اور قیامت تک مقدس رہیں گی۔ لیکن افسوس کہ وہاں کے رہنے والوں نے خدمتِ دین سے منہ موڑ لیا۔ اس لئے جہاں تک

ان جگہوں کا سوال ہے وہ مقدس ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کے رہنے والوں کا سوال ہے اب ان سب کو نیک نہیں کہا جاسکتا۔ مگر اس سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تقدیس میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس وقت ربوہ ہی ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں کے رہنے والوں کی اکثریت خدمت دین کے لئے لگی ہوئی ہے اس لئے یہ مقام بھی مقدس ہے اور اسے آئندہ ایک زمانہ تک کے لئے دین کا مرکز بنایا گیا ہے۔ اور یہاں کے رہنے والے بھی مقدس ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی تقدیس میں مدد دے رہے ہیں۔ یہاں کے رہنے والوں کی اکثریت خدمت دین میں لگی ہوئی ہے۔ بے شک جہاں تک انسان کا سوال ہے وہ کمزور ہوتا ہے اور اس سے کمزوریاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح اگر یہاں کے رہنے والوں میں بعض کمزوریاں پائی جاتی ہوں تو توبہ و استغفار سے خدا تعالیٰ ان کمزوریوں کو معاف کر دے گا۔

ایسے مقام پہ آکر

وقت ضائع کرنا نہایت افسوسناک امر ہوتا ہے۔ مجھے آج خوشی ہوئی کہ نماز جمعہ میں بھی اور صبح دعا کے وقت بھی سوائے ایک معمولی تعداد کے باقی سب لوگ بیٹھے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوستوں نے میرے اعلان کو اہمیت دی ہے۔ تین دن بیٹھے رہنا کوئی بڑی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اسلام میں دس دن کا اعتکاف رکھا ہے۔ معتکف دس دن تک مسجد میں بیٹھتا ہے۔ لیکن یہاں تو صرف تین دن تک بیٹھنا ہوتا ہے۔ پھر اعتکاف میں انسان ۲۴ گھنٹے ایک گھر بیٹھتا ہے۔ لیکن یہاں صرف جلسہ کے دوران میں بیٹھنا ہوتا ہے۔ پھر آپ اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کے پاس جاسکتے ہیں۔ لیکن اعتکاف میں یہ نہیں ہوتا۔ اعتکاف میں انسان اپنے بیوی بچوں سے بھی جدا رہتا ہے۔ اور پھر دس دن تک سارا وقت مسجد میں ہی کاٹتا ہے۔ پس اس تھوڑے سے وقت کو زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی اور دعاؤں میں صرف کرو۔ میں نے بتایا ہے کہ بعض مقامات مقدس ہوتے ہیں۔ ربوہ بھی ایک مقدس مقام ہے۔ جب رہنے والے بھی مقدس ہوں اور مقام بھی مقدس ہو اور دل بھی دعاؤں میں لگا ہوا ہو تو دعا کی قبولیت میں کونسی کسر رہ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ تو قدوس پہلے سے ہے۔

پس تم اپنے یہاں آنے کو زیادہ سے زیادہ موجب برکات بناؤ

تم نے سردی برداشت کی ہے۔ یہاں آنے کے لئے پیسے خرچ کئے ہیں۔ تم بیوی بچوں سے جدا ہوئے ہو اپنے کاموں کا نقصان کیا ہے۔ پس اس تکلیف کا کچھ نہ کچھ تو صلہ ملنا چاہیئے۔ تمہیں اتنے دن تک زمین پر سونے کا بھی تو صلہ ملنا چاہیئے۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ تمہیں ان چیزوں کا صلہ دینے کے لئے تیار ہے۔ لیکن صلہ لینے کے لئے تمہیں برتن بھی تو پیش کرنا چاہیئے۔ اگر تم اپنا برتن پیش نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ صلہ کیسے دے گا۔ پس تم

دعاؤں میں لگ جاؤ

اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی میں خرچ کرو اور اپنے یہاں آنے کو زیادہ سے زیادہ موجب برکات بناؤ تو یہ برتن بن جائے گا۔ جس میں خدا تعالیٰ اپنا صلہ ڈال دے گا۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یہ اس جلاہے والی حرکت ہوگی جو بازار میں تیل لینے گیا اور برتن چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس نے سارا تیل ضائع کر دیا۔ کہتے ہیں کسی جلاہے نے اپنے بیٹے کو بازار سے تیل خریدنے کے لئے بھیجا۔ اس نے ایک برتن لے لیا۔ اور اندازہ لگایا کہ اس میں سارا تیل آجائے گا۔ وہ برتن ایک کٹورا تھا جس کے پیچھے ایک حلقہ سا بنا ہوتا ہے۔ اس نے دوکاندار سے کہا۔ اس برتن میں تیل ڈال دو۔ دوکاندار نے اس برتن میں تیل ڈال دیا۔ برتن بھر گیا اور کچھ تیل بچ رہا۔ دوکاندار نے کہا کہ اتنا تیل بچ گیا ہے۔ جلاہے کے لڑکے نے کہا کوئی بات نہیں اس نے برتن الٹ دیا اور کہا باقی تیل اس حلقہ میں ڈال دو۔ یونہی اس نے برتن الٹا سارا تیل بہہ گیا۔ اور جب کٹورے کے پیندے میں تیل ڈلوا کر اس نے کٹورا سیدھا کیا۔ تو وہ سارا تیل بھی گر گیا۔ پس ایسا آدمی جو جلسہ سننے کی غرض سے یہاں آتا ہے۔ اور یہاں آکر اپنا وقت باتوں میں ضائع کر دیتا ہے۔ اس کی مثال اس جلاہے کے بیٹے کی سی ہے۔ جس نے اپنا سارا تیل ضائع کر دیا۔

تم اپنے اوقات کو اس طرح استعمال کرو

کہ کوئی وقت ضائع نہ جائے۔ ایک تاجر ایک ایک دمڑی کا حساب رکھتا ہے۔ تب کہیں جا کر فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح ایک دیندار شخص بھی دمڑی دمڑی کا حساب رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے۔ قرآن کریم نے اسے تجارت ہی قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے اور ان کے بدلہ میں انہیں جنت دیدی ہے۔ گویا یہ بھی ایک سودا ہے جیسے ایک تاجر کوڑی کوڑی کے حساب کے بعد نفع اٹھاتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن بھی کوڑی کوڑی کا حساب کر کے نفع پائے گا۔

صحابہؓ میں

نیکیوں میں ترقی کرنے کا اتنا شوق پایا جاتا تھا کہ ایک دفعہ صحابہؓ ایک جنازہ پر گئے۔ جب جنازہ کی نماز ختم ہوگئی تو ایک صحابی نے کہا۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی میت کی نماز جنازہ میں شریک ہوتا ہے ایک قیراط ثواب ملے گا۔ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اور وہاں اتنی دیر ٹھہرے کہ میت کو دفن کر لیا جائے اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ جب اس صحابیؓ نے یہ روایت سنائی تو بعض صحابہؓ سخت نادم ہوئے اور کہنے لگے تم نے یہ بات ہمیں پہلے کیوں نہ بتائی نہ معلوم ہم نے کتنے قیراط ثواب ضائع کر دیا ہے۔ کہتے ہیں۔ قطرہ قطرہ میشود دریا۔ قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے۔ اسی طرح

ایک نیکی کے کرنے سے

دوسری نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اگر تم جلسہ میں بیٹھ کر تقاریر سنو گے تو تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا۔ پھر اگر تم تقاریر سننے کے لئے بیٹھو گے تو تم کہو گے۔ ذرا کان لگا کر سن لیں تا کوئی مفید بات ہاتھ آجائے۔ پھر جب تم کان لگا کر سنو گے تو ان پر عمل بھی کرو گے۔ پھر جب تم عمل کرنے لگ جاؤ گے۔ تو تم کہو گے اتنی دیر عمل کیا ہے۔ چلو کچھ دیر اور عمل کر لو پھر دوسرے دن بھی تمہیں اس بات کی تحریک ہوگی۔ یہاں تک کہ تمہاری ساری زندگی ایمان اور عمل کے لحاظ سے قابل فخر ہو جائے گی۔ مجھے

اس بات کی خوشی ہے

کہ دوستوں نے اس سال میری نصیحت پر ایک حد تک عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس سال مزید توفیق دے۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لئے آپ کو تقاریر سننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل ۱/۱۸ ۵۳)

سکھ گوردواروں کی تاریخ بقیہ صفحہ ۷

مشہور کتاب گوردھام دیدار جو لالہ دیوی داس جانکی داس وبھائی شام سنگھ سوہن سنگھ نے شائع کی ہے کے صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے:۔

کہ گوردوارہ جنم استھان بہت خوبصورت بنا ہوا ہے ہر سال لاکھوں یاتری درشن کرتے ہیں کتک سدی پورنماشی کو بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے یاتریوں کے آرام کیلئے بہت مکان اور بڑی بھاری سراں بنی ہوئی ہے۔ اس گوردوارے کے نام ۲۴۷ مربعہ زمین اٹھارہ ہزار ایکڑ زمینیں دھلن کوٹ صفحہ ۲۰۵ اور ۹۸۹۲ روپیہ سوا پندرہ آنہ سالانہ جاگیر ہے۔ اور ننکانہ صاحب سارا ہی گوردوارے کی ملکیت ہے مسلمان رائے بولار نے یہ سارا رقبہ گوردوارے کی نذر کر دیا تھا۔ نیز گیانی کرتار سنگھ نے اس گوردوارہ کی بیرونی آمدن جو کہ چڑھاوا کے طور پر وصول ہوتی ہے۔ کا اندازہ بیس پچیس ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ لکھی ہے (چھ ننکانے صفحہ ۲)

حکیم بھوے خاں کی سیوا

گوردوارہ جنم استھان کے شمال مشرقی دروازہ کے دونوں جانب سنگ مرمر کے دو سفید پتھر دیواروں میں چسپاں ہیں۔ جن پر گورمکھی اور اردو میں یہ عبارت کندہ ہے:۔

سیوا کرائی حکیم بھوے خاں موضع رڑ کا چک ارکھ براپخ ضلع لائل پور یکم مارچ ۱۹۸۶ بکرمی سیوا کرائی بیگم دھرم پتنی حکیم بھوے خاں رڑ کا چک ارکھ براپخ ضلع لائلپور یکم مارچ ۱۹۸۶ بکرمی۔

گوردوارہ بال لیلا کے نام جاگیر

ننکانہ صاحب میں یہ گوردوارہ جس کا نام بال لیلا ہے۔ بابا نانک صاحب کا بچپن میں کھیلنے کی یادگار میں بنا ہوا ہے۔ اس جگہ چھوٹی عمر میں کھیلتے رہے ہیں اس گوردوارہ کے ساتھ ایک پختہ تالاب بنا ہوا ہے جو بقول بلوا انہال سنگھ رائے بولار مسلمان نے بنوایا تھا۔ (خورشید خالصہ صفحہ ۲۹) دربار بہت ہی بڑا اور خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ۱۲۰ مربعہ زمین اور ۱۳۱ روپیہ سالانہ جاگیر رائے بولار مسلمان نے لگائی ہوئی ہے (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۷) پوجا اور چڑھاوا کی آمدن اس سے الگ ہے۔

گوردوارہ بالجی صاحب کے نام جاگیر

ننکانہ صاحب میں بابا نانک صاحب کا یہ تیسرا گوردوارہ ہے اس جگہ آپ گائیں بھینسیں چرایا کرتے تھے۔ گوردوارہ بہت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ ۱۹۰ مربعہ زمین رائے بولار مسلمان نے لگائی ہوئی ہے اور ۵۰ روپے سالانہ جاگیر بھی رائے بولار کی طرف سے لگی ہوئی ہے (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۸)

گوردوارہ کیارا صاحب کے نام جاگیر

یہ گوردوارہ ننکانہ صاحب کے پورب کی جانب ہے۔ اس گوردوارے کے نام ۴۵ مربعہ زمین رائے بولار نے لگائی ہوئی ہے (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۸)

ننکانہ صاحب میں گوردوارہ جنم استھان کی پچھلی جانب بھائی بالاجی کی سمادھ ہے۔ بھائی بالا جی اور بھائی مردانہ جی بابا نانک صاحب کے سفروں میں رفیق تھے۔ نئے سکھ مصنف بھائی بالاجی کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ سردار کرم سنگھ صاحب وغیرہ لیکن بھائی مردانہ کی شخصیت مسلم ہے۔ چار سو گز کے فاصلہ پر گوردوارہ نانک سر ہے یہ ساتھ تالاب بھی ہے (سری گوردوارے درشن صفحہ ۱۲ مصنفہ گیانی ٹھاکر سنگھ) نیز گوردوارہ تنبو صاحب بھی بابا صاحب کی یادگار ہے۔ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کے والد کالو چند نے آپ کو سچا سودا کرنے کیلئے بھیجا تو وہ رقم آپ نے فقیروں پر خرچ کر دی کہ اس سے زیادہ نفع مند سودا اور کیا ہو سکتا ہے جب آپ واپس آئے تو باپ کے ڈر سے اس بن کے درخت کے نیچے چھپ گئے۔ بعض سکھ مصنف اس گوردوارہ کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ سردار بھگت سنگھ نے اس گوردوارے کو فرضی بتایا ہے۔ (ننکانہ صاحب کے پورا تن حال صفحہ ۳۲) اسی طرح گوردوارہ پٹی صاحب۔ جو شہر کی درمیانی آبادی میں واقع ہے بتایا جاتا ہے۔ کہ اس جگہ بابا نانک صاحب پانڈے کے پاس پڑھنے کیلئے گئے تھے (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۷) لیکن بہت سے سکھ مورخوں نے اپنی کتابوں میں اس گوردوارے کا ذکر نہیں

بقیہ کی ننکانہ صاحب میں گوردوارہ جنم استھان اور گوردوارہ ہر گوبند صاحب کی یادگار میں بھی گوردوارہ قائم ہے۔ اور اس کے ساتھ ۱۲ گھماؤں زمین بھی ہے۔ چونکہ اس مضمون کا تعلق صرف جناب بابا صاحب کی یادگاروں کے ساتھ ہے اس لئے دوسرے گوروصاحبان کے گوردواروں کا ذکر نہیں کیا جائیگا۔ ابتداء میں اس جگہ نہر نہ ہونے کی وجہ سے زمین کا اکثر حصہ بنجر اور غیر آباد تھا۔ پانی دور ہونے کی وجہ سے کنوئیں لگوانے میں دقت تھی شدت [illegible]

عید قربان ۱۹۰۰ء اور خطبہ الہامیہ

از محترم بزرگ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

حضرت بھائی جی کا یہ مضمون جو سلسلہ حقہ کی تاریخ کا ایک لازوال ورق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیسے عظیم الشان نشان کا ذاتی مشاہدہ کی بنا پر اظہار ہے۔ احباب کرام کے ازدیاد ایمان کے لئے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ —— (ایڈیٹر)

۱۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔

اللہ تعالیٰ کا خاص بلکہ خاص الخاص فضل ہے کہ مجھ ناکارہ و نالائق کو لطف و کرم سے نوازا اور سراسر احسان سے اٹھا کر اپنے برگزیدہ و حبیب جری اللہ فی حلل الانبیاء کے قدموں میں لا ڈالا جس کی بدولت عیسوی کے مندرجہ عنوان نشان کے ظہور کے وقت بھی مجھ غلام کو حضوری کا شرف میسر تھا۔ اس طرح اس روز کے علمی معجزہ کو آنکھوں دیکھنے اور کانوں سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وذالک فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

۲۔ عید سے پہلے دن یعنی حج کے روز سیدنا حضرت اقدس کی طرف سے چاشت کے وقت یہ اعلان کرایا گیا کہ قادیان میں موجود تمام دوستوں کے نام لکھ کر حضرت کے حضور پیش کئے جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم سے یہ دن حضور پُر نور کے لئے دعاؤں کی قبولیت کے واسطے خاص فرما کر حضور کو اطلاع دے دیا تھا۔ اور حضور خدا کے اس انعام میں اپنے خدام کو بھی شریک فرمانا چاہتے تھے۔ ورنہ پانچ چھ سالہ فیض صحبت (یعنی ۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۰ء) کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس دن کے سوا حضور کی طرف سے اس قسم کا اعلان پہلے کبھی ہوتا میں نے دیکھا نہ سنا تھا۔ یوں تو دعاؤں کے لئے ہم لوگ اکثر لکھتے اور عرض کرتے رہا کرتے تھے۔ اور بعض اصحاب مزید وضاحت اکثر روزانہ اور متواتر ہفتوں بھی حضرت کے حضور دعاؤں کی درخواستیں بھیجا کرتے تھے۔ حضور کی مجلس کے دوران میں بھی کبھی کبھی احباب التجاء دعا کیا کرتے جس کے جواب میں عموماً تو حضور فرمایا کرتے

"انشاء اللہ دعا کریں گے یاد دلاتے رہیں"

اور کئی بار ایسا بھی ہوا کرتا تھا کہ ادھر کسی نے دعا کے لئے عرض کی ادھر حضور نے دست دعا اللہ تعالیٰ کے حضور بڑھا کر اسی کے لئے دعا کر دی۔ جس میں حاضرین مجلس بھی شریک ہو جایا کرتے عزیزی رقعہ ہائے دعا کے جواب میں بعض دوستوں کو حضور خود دست مبارک سے جواب تحریراً بھی دیا کرتے تھے مگر اس یوم الحج کے روز تو مزید کوئی خاص ہی فضل الٰہی تھا جس میں حضور نے از راہ شفقت تمام خدام احباب اور مہمانوں کو شامل کرنے کے لئے خاص طور سے اعلان کرایا تھا۔

۳۔ اس اعلان کا ہونا تھا کہ جہاں یکجائی فہرست میں ہر کسی نے دوسرے سے پہلے اپنا نام لکھانے کی کوشش کی وہاں فرداً فرداً بھی رقعات اور عرائض بھیجنے کی سعی کی۔ ایک فہرست حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت تیار ہوئی تھی۔ اور میرا خیال ہے کہ اسی طرح بعض دوستوں نے اور بھی دو ایک فہرستیں تیار کر کے اندر بھجوائی تھیں۔ کتنے رقعات اور عرائض فرداً فرداً حضرت کے حضور بھجوائے گئے۔ اُن کا حساب اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی خواہش تھی کہ میرا عریضہ پہلے اور حضرت کو اپنے ہاتھ میں پہنچے۔ چنانچہ اسی کوشش میں اس روز حضور کی ڈیوڑھی کیا اور مسجد مبارک کی طرف کی سیڑھیاں کیا خدام سے اٹی رہیں۔ اور بچوں وخادمات نے بھی دوستوں کے عریضے اور خطوط پہنچانے میں جو اخلاص کیا وہ اپنی جگہ قابل رشک سماں تھا۔ اس زمانہ میں عیدین کے موقعہ پر بھی دارالامان میں بیرونجات سے آنے والے احباب کی وجہ سے خاصی چہل پہل ہو جایا کرتی تھی اور جلسہ کا سا رنگ معلوم دیا کرتا تھا۔ رقعات اور عرائض کا سلسلہ کچھ زیادہ لمبا ہو گیا۔ اور بچوں وخادمات کے بار بار کے جانے کی وجہ سے حضور کی توجہ الی اللہ میں خلل اور روک محسوس ہوئی تو حکم دے دیا گیا کہ اب کوئی رقعہ حضرت کے حضور نہ بھیجا جاوے۔ الغرض دن اونچا ہونے سے لے کر ظہر تک اور ظہر کے بعد عصر اور شام بلکہ عشاء کی نماز تک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے بند کئے دعاؤں میں مشغول اپنی جماعت کے لئے اللہ کے حضور التجائیں کرتے رہے۔ اسلام کی فتح اور خدا کے نام کے جلال دجال کے ظہور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت اور احیاء و غلبہ اسلام کے لئے نہ جانیں کس کس رنگ میں تنہا سوز و گداز سے دعائیں کرتے رہے

یہ امر دعائیں کرنیوالے جانتے ہیں یا جس ذات سے التجائیں کی گئیں وہ جانتا ہے۔ لوگوں نے جو کچھ سنا وہ سب کچھ سن لیا قیاس کر لیا ورنہ حقیقت یہی تھی کہ خدا کا برگزیدہ جانتا تھا یا پھر خود خدا جس سے وہ مقدس کچھ مانگ رہا تھا۔

۴۔ دوسرا دن عید کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور نوازا۔ اُس روز کے تنہائی کے راز و نیاز کو قبول فرمایا اور حضور کو بشارتیں دیں۔ جن کے نتیجہ میں حضور کی طرف سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ اور بعض اصحاب خاص کو یہ ارشاد پہنچا کہ آج ہم کچھ بولیں گے اور عربی زبان میں تقریر کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں نطق کی خاص قوت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ لکھنے کا سامان لے کر مسجد چلیں۔ اس خبر سے قادیان بھر میں مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑ گئی اور ہماری عید کو چار چاند لگ گئے۔ عید کے موقعہ پر اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم حضرت کے حضور نیا لباس پیش کیا کرتے تھے اور مدت سے اُن کا یہ طریق چلا آیا تھا۔ اس روز اس لباس کے پہنچنے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ یا سیدنا حضرت اقدس ہی خدا کے موعود فضل کے حصول کی سعی و کوشش میں ذرا جلد تشریف لے آئے۔ وہ لباس آج پہنچا نہ تھا اور حضور تیار ہو کر مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے رستے اتر کر مسجد اقصیٰ کو روانہ ہوئے تھے۔ مسجد مبارک کی کوچہ بندی سے ایک یا دو قدم ہی حضور آگے بڑھے ہوں گے کہ وہ لباس حضور کے پیش ہو گیا۔ اور حضور پُر نور خلاف عادت شیخ صاحب کی دلجوئی کے لئے واپس الدار کو لوٹے۔ اندرون بیت تشریف لے جا کر یہ لباس تن زیب فرمایا اور پھر جلد ہی واپس مسجد اقصیٰ میں پہنچ کر حسب معمول مخدومنا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز عید ایک خلق مجمع سمیت ادا فرمائی۔ مگر خطبہ عید حضرت اقدس نے خود دیا۔

۵۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ اردو میں پڑھا۔ جس کے آخری حصہ میں خصوصیت سے جماعت کو باہم اتفاق و اتحاد اور محبت و مروت پیدا کرنے کی نصائح فرمائیں۔ اور پھر اس کے بعد حضور نے حضرات مولوی صاحبان کو خاص طور سے قریب بٹھا کر لکھنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ

"اب جو کچھ میں بولوں گا وہ چونکہ ایک خاص خدائی عطا ہے لہٰذا اس کو توجہ سے لکھتے جائیں تاکہ محفوظ ہو جاوے۔ ورنہ بعد میں میں بھی نہ بتا سکوں گا کہ میں نے کیا بولا تھا۔" (روایت زبانی بالفاظ قادیانی)

چنانچہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو دور بیٹھے ہوئے تھے اپنی جگہ سے اٹھے اور قریب آ کر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں جانب حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضور اقدس اس وقت اصل ابتدائی مسجد اقصیٰ کے درمیانی دروازہ کے شمالی کونہ میں ایک کرسی پر رونق افروز تشریف فرما تھے۔ اور حاضرین کا اکثر حصہ صحن مسجد میں۔ مکرمی محترم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب .... اور عاجز راقم بھی پنسل کاغذ لے کر لکھنے کو بیٹھے کیونکہ مجھے خدا کے فضل سے حضور کی ڈائری نویسی کا از خود شوق تھا۔ اور شیخ صاحب اپنے اخبار الحکم کے لئے لکھنے کے عادی و مشاق تھے پہلی تقریر یعنی خطبہ عید حضور نے کھڑے ہو کر فرمائی تھی جس کے بعد حضور کے لئے خاص طور سے ایک کرسی بچھائی گئی۔ جس پر حضور تشریف فرما ہوئے۔ اور جب عرض کیا گیا کہ لکھنے والے حاضر اور تیار ہیں تو

حضور پُر نور کرسی پر بیٹھے گویا کسی دوسری دنیا میں چلے گئے معلوم دینے لگے حضور کی نیم وا چشمان مبارک بند تھیں اور چہرہ مبارک کچھ اس طرح منور دکھائی دیتا تھا گویا انوار الٰہیہ نے ڈھانپ کر اتنا روشن اور نورانی کر دیا تھا۔ جس پر نگاہ ٹک بھی نہ سکتی تھی۔ اور پیشانی مبارک سے اتنی تیز شعاعیں نکل رہی تھیں کہ دیکھنے والی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ حضور نے گونہ دھیمی مگر دلکش اور سریلی آواز میں جو کچھ بدلی ہوئی معلوم ہوتی تھی فرمایا:-

"یا عباد اللہ فکروا فی یومکم ھٰذا یوم الاضحی فانہ اودع اسرارا لاولی النھٰی ...."

لکھنے والے لکھنے لگے جن میں خود میں بھی ایک تھا مگر چند ہی فقرے اور شاید وہ بھی درست نہ لکھے گئے تھے لکھنے کے بعد چھوڑ کر حضور کے چہرہ مبارک کی طرف ٹکٹکی لگائے بیٹھا اس تبتل و انقطاع کے نظارہ اور سریلی و دلوں کے اندر گھس کر کایا پلٹ دینے والی پُر کیف آواز کا لطف اٹھانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت شیخ صاحب بھی لکھنا چھوڑ کر اس خدائی نشان اور کرشمۂ قدرت کا لطف اٹھانے میں مصروف ہو گئے۔ لکھتے تھے تو اب صرف حضرت مولوی صاحبان دونوں جن کو خاص حکم تھا کہ وہ لکھیں۔

لکھنے میں پنسلیں استعمال کی جا رہی تھیں جو جلد جلد گھس جاتی تھیں جب ایک گھس جاتی تو دوسری

اور پھر تیسرے سے بدل بدل کر لکھا جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ پنسلیں تراشنے اور تیار کر دینے کا کام بعض دوست بڑے شوق اور محبت سے کر رہے تھے۔ مگر نام اُن میں سے مجھے کسی بھی دوست کا یاد نہ رہا تھا ایک روز اس مقدس خطبہ الہامیہ کے ذکر کے دوران میں مکرم و محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد نے بتایا کہ وہ بھی اس عیدالاضحیٰ خطبہ الہامیہ کے نزول کے وقت موجود تھے اور لکھنے والوں کو پنسلیں بنا بنا کر دیتے جاتے تھے۔

۷۔ بعض اوقات حضرت مولوی صاحبان کو لکھنے میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے یا کسی لفظ کے سمجھ نہ آنے کے باعث یا الفاظ کے محروف مثلاً الف اور عین۔ صاد و سین یا ثا اور طا و تا وغیرہ وغیرہ کے متعلق دریافت کی ضرورت ہوتی تو دریافت کرنے پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عجیب کیفیت ہوتی تھی اور حضور یوں بتاتے تھے۔

جیسے کوئی نیند سے بیدار ہو کر یا کسی دوسرے عالم سے واپس آ کر بتا ہے۔

اور وہ دریافت کردہ لفظ یا حرف بتانے کے بعد پھر وہی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ اور انقطاع کا یہ عالم تھا کہ ہم لوگ یہ محسوس کرتے کہ حضور کا جسد اطہر صرف یہاں ہے۔ روح حضور پُر نور کی عالم بالا میں پہنچ کر وہاں سے پرُ مریا سنکولول رہی تھی۔ زبان مبارک چلتی تو حضور ہی کی معلوم دیتی تھی۔ مگر کیفیت کچھ ایسی تھی کہ بے اختیار ہو کر کسی کے چلائے چلتی ہو۔ سماں اور حالت بیان کرنا مشکل ہے۔ انقطاع۔ تبتل۔ ربودگی یا حالت مجذوبیت و بے خودی و وارفتگی اور محویت تامہ وغیرہ الفاظ میں شاید کوئی لفظ حضور کی اس حالت کے اظہار کے لئے موزوں ہو سکے ورنہ اصل کیفیت ایک ایسا روحانی تغیر تھا جو کم از کم میری قوت بیان سے تو باہر ہے۔ کیونکہ سارا ہی جسم مبارک حضور کا غیر معمولی حالت میں یوں معلوم دیتا تھا جیسے ذرہ ذرہ پر اس کے کوئی نہاں در نہاں اور غیر مرئی طاقت متصرف و قابو یافتہ ہو۔ لکھنے والوں کی سہولت کے لئے حضور پُر نور فقرات آہستہ آہستہ بولتے اور اکثر دوہرا دوہرا کر سناتے تھے۔

خطبہ الہامیہ کے نام سے جو کتاب حضور نے شائع فرمائی یہ بہت بڑی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء کی عید قربان کا وہ خاص خطبہ مطبوعہ کتاب کے ۳۸ صفحات تک ہے۔ باقی حصہ حضور نے بعد میں شامل فرمایا۔

۸۔ یہ جلسہ اور مجلس ذکر لمبی ہو گئی اور نماز کا وقت آ گیا۔ کیونکہ حضور پُر نور نے جب یہ خطبہ عربی ختم فرمایا۔ تو دوستوں میں اس کے مضمون سے واقف ہونے کا اشتیاق اتنا بڑھا کہ حضور نے بھی آخر پسند فرمایا کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ دوستوں کو سنا دیں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے خوب مزے لے لے کر اس تمام خطبہ کا ترجمہ اردو میں اپنے خاص انداز اور لب و لہجہ میں سنا کر دوستوں کو محظوظ اور خوش وقت فرما لیا۔ اور یہ کیفیت بھی اپنے اندر ایک خاص لطف سرور اور لذت روحانی رکھتی تھی۔ ترجمہ ابھی غالباً پورا بھی نہ ہوا تھا کہ یکدم کسی خاص فقرہ سے متاثر ہو کر یا اللہ تعالیٰ کے خاص القاء کے ماتحت سیدنا حضرت اقدس کرسی سے اُٹھ کر سجدہ میں گر گئے۔ اور اس طرح سارا مجمع تھوڑی دیر کے لئے حضور کے ساتھ خدائے بزرگ و برتر کے اس عظیم الشان "نشان" کے عطیہ کے لئے آستانۂ الوہیت پر گر کر جبین نیاز ٹکائے اظہار تشکر و امتنان کرتا رہا۔ فالحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۹۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش فرمائی کہ اس خدائی نشان کو لوگ یاد کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں خطبہ الہامیہ کی اشاعت کے بعد بہت سے دوستوں نے اس کو یاد کرنا شروع کیا۔ بعض نے پورا یاد کر لیا تو بعض نے تھوڑا۔ مگر ان دنوں اکثر یہی شغل تھا۔ اور ہر جگہ ہر مجلس میں اسی خطبہ یعنی خطبہ الہامیہ کے پڑھنے اور سننے سنانے کی مشق ہوا کرتی تھی۔ بعض دن شام کے دربار میں کوئی کوئی دوست بھری مجلس میں حضرت اقدس کے سامنے یاد کیا ہوا سنایا بھی کرتے تھے۔ اور اس طرح خدا کی اس نعمت کا چرچا رہتا تھا۔ میں نے بھی تین چار صفحات یاد کئے تھے۔

۱۰۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود دنیا جہان بلکہ ہفت اقالیم کے لئے بھی کیسی بڑی نعمت۔ خدا کا خاص انعام اور فضل و احسان تھا۔ کیونکہ وہ خدا نما تھا جس کو دیکھتے ہی خدا کی عظمت و جلال کا کبھی نہ مٹنے والا اثر دل و دماغ پر ہوتا۔ اور خدا کی خدائی پر یقین پیدا ہوا کرتا تھا۔ جس کی مجلس خدا کے تازہ بتازہ کلام سننے کا مقام اور اس کلام کو پورا ہوتے دیکھنے سے خدا کے کامل علم اور اس کی کامل قدرت پر یقین پیدا ہونے کی جگہ اور دلوں میں نور علم و عرفان بھرنے کا ذریعہ ہوا کرتی تھی۔ روح کی تازگی۔ ایمان کی مضبوطی۔ قلوب کی صفائی اور اذہان کی جلا کے سامان اسی مجلس میں جمع ہوا کرتے تھے۔ تزکیہ نفوس کے سامان اس میں سے اور محبت الٰہی کی آگ پیدا ہو کر دنیا کی محبت کو سرد کر دیا کرتی تھی۔ چنانچہ اس تازہ نشان نے بھی جماعت میں ایک روحانی تغیر پیدا کر دیا اور سالکین کے لئے منازل ایقان و عرفان کو آسان بنا دیا تھا۔ اور ایک خاص روحانی انقلاب کا یہ نشان الٰہی پیش خیمہ تھا۔ جس کی اہمیت گہرے غور و تدبر سے ہمیشہ نمایاں ہوتی رہے گی۔ عید کے روز حضور کے اس خطبہ یعنی خطبہ الہامیہ کے پڑھے جانے اور حضور پُر نور کو نطق کی خاص طاقت و قوت عطا کئے جانے سے یوم الحج کے روز کی دعاؤں کی قبولیت کا یقین گویا مشاہدہ میں آ گیا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں بطور لازم و ملزوم کے تھیں۔

یہ عید اپنی بعض کیفیات کے لحاظ سے تاریخ سلسلہ کا ایک اہم ترین واقعہ اور ایک خاص باب ہے۔ جس کی گہرائیوں میں جتنے بھی غوطے لگائے جائیں گے اتنے ہی زیادہ سے زیادہ قیمتی۔ انمول اور بے مثال موتی ملیں گے۔ مبارک وہ جن کو ان کے حصول کی توفیق ہو۔ اور سلامتی ہو اُن پر جو اُن کو حاصل کر کے خدمت سلسلہ اور خدمت خلق میں صرف کریں۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

ایک فقیر کی صدا

از جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان

دل مانگتا ہے جو میرے پروردگار دے
اے کردگار دے میرے آمرزگار دے

اے ہستی سے ہست کے آفریدگار دے
اسباب اور عمل کے بڑے شاہکار دے

اے گوشہائے دل کے مرے رازدار دے
جو کچھ ہے مدعائے دلِ حالِ زار دے

یا رب ایاکَ نعبدُ و ایاکَ نستعین
ہوں در کا تیرے بندۂ امیدوار دے

عصیاں نہ گن تو وسعتِ رحمت کو اپنی دیکھ
بے مد دے، بےحساب دے اور بےشمار دے

اس زندگی کی لاج ہے بس تیرے ہاتھ میں
جانِ جہاں بگاڑ اسے یا سنوار دے

ہر میکدۂ دہر کے دیدم خراب گشت
اپنی شراب خاص دے اپنا خمار دے

بے مد حریصِ جامِ دلِ تشنہ کام ہے
بھر بھر کے جلد جلد دے بے انحصار دے

یہ لَن ترانیوں کا نہیں وقت جانِ من
ہے انقلاب تو بھی نقاب اب اتار دے

زود آ بیک کرشمہ جہاں تابناک کن
خنداں بیا و دید رخِ نور بار دے

مذہب میں عاشقوں کے قناعت ہے اِک گناہ
تو جلوۂ حسیں کو ذرا اور نکھار دے

قطعہ

دیوارِ عمر ضعف سے گرنے کو ہے قریب
اُس روز تک تو دستِ قوی سے سہار دے

تا دیکھ لے خلیل ترا حسنِ نوبہار
اور دیکھتے ہوئے دمِ آخر گذار دے

قطعہ دیگر

کہتا نہیں ہوں میں کہ کوئی گلعذار دے
یا کہ قصور و حُور یا مہ رُو نگار دے

نہ یہ کہ جامِ جم و مئے اخبار دے
نہ نرگسیں چشم نہ مست خمار دے

نہ مہ جبیں حسیں نزاکت شعار دے
نہ بُوئے زلف عنبر و مشکِ تتار دے

نہ تخت دے مجھے نہ سرِ تاجدار دے
نہ سلطنت نہ اوج نہ فوج و سوار دے

قنطار ذہب و فضہ نہیں مانگتا ہوں میں
لعل و گہر نہ دے نہ دُرِ شاہوار دے

تارے بھی توڑ کر مجھے دے تو نہ لوں گا میں
اور نیرین بھی مجھے زینہار دے

تجھ کو ہے ترے حسن و احسان کی قسم
"جو مانگتا ہے دل مرے پروردگار دے"

تجھ کو تجھی سے مانگتا ہے یہ دلِ حریص
آ جا دلِ خلیل میں اس کو قرار دے

پاکستان میں سکھ گوردواروں کی تاریخ سکھوں کی زبانی

(۱)

از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

گوردوارہ کی تعریف

گوردوارہ سکھوں کا معبد وہ جگہ ہے جس کو دس گورو صاحبان میں سے کسی نے دھرم پرچار کے لئے بنایا ہو یا جس جگہ گرنتھ صاحب رکھا ہوا ہو۔ گورو نانک صاحب سے لے کر پانچویں گورو تک جن کا نام گورو ارجن تھا۔ سکھوں کے دھرم مندر کا نام دھرمسالہ تھا۔ چھٹے گورو جن کا نام ہرگوبند صاحب تھا کے وقت دھرم سالہ بدل کر گوردوارہ نام مشہور ہوا۔ (جنم ساکھی ... معنفہ کاہن سنگھ) بابا نانک صاحب کی بانی میں جس دھرمسال یا دھرمسالہ کا ذکر آتا ہے اُس سے مراد صرف اور صرف خیراتی سرائیں یا مسافر خانے ہیں۔ نیز گورو گرنتھ کوش کے حاشیہ ... کے علاوہ مہان کوش ... جلد میں دھرمسالہ کے معنے سراں یا مسافر خانہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ گیانی گیان سنگھ صاحب نے اپنی کتاب تواریخ گورو خالصہ ... اور ماسٹر مہتاب سنگھ صاحب نے اپنی کتاب " ناولں تے تھاواں دا کوش " ... میں بتایا ہے عرب میں بابا نانک صاحب کے مقامات جو مسجدوں کی شکل پر بنے ہوئے ہیں نانک قلندر یا دلی ہند کا دائرہ کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ (تواریخ گورو خالصہ ... معنفہ گیان سنگھ گیانی) متحدہ ہندوستان میں بابا نانک صاحب اور دوسرے گورو صاحبان کی یادگاروں کو اکثر گوردوارہ کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے تقسیم کے بعد پاکستان میں بھی یہی نام مشہور ہے مشرقی پنجاب ہو یا مغربی جہاں بھی سکھوں کی آبادی ہو گی وہاں پر گوردوارہ کا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ میرا اس مضمون میں روئے سخن اُن تاریخی گوردواروں کے متعلق ہے۔ جن کا کسی نہ کسی رنگ میں کسی گورو صاحب کے ساتھ تعلق ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے میں نے سب سے پہلے جناب بابا نانک صاحب کی یادگاروں کو لیا ہے

بابا نانک صاحب

پنجاب کا کوئی فرد بشر ہی ہو گا کہ جو بابا نانک صاحب کے نام سے ناواقف ہو۔ آپ ۲ شوال ... مطابق ۱۵ اپریل ... مطابق ۲۰ بیساکھ ... بکری میں پیدا ہوئے۔ والد محترم کا نام کالو چند اور والدہ صاحبہ کا نام ترپتا جی تھا۔ کسی نے آپکی پیدائش کتک کی پورن ماشی اور کسی نے بیساکھ شدی ۳ لکھی ہے۔ پورنماشی قمری مہینہ کے چاندنی والے حصہ کی پندرہ تاریخ کو کہتے ہیں۔ سکھوں کے گورپرب (تہوار) کی جو تاریخیں سکھ اتہاس میں مرقوم ہیں۔ وہ تمام شدی بدی کے حساب سے ہیں۔ شدی قمری مہینہ کے چاندنی والے کو اور بدی قمری ماہ کی اندھیری راتوں کے حصہ کو کہا جاتا ہے۔ گویا سکھوں کے مقدس تہوار مسلمانوں کے طریق یعنی قمری حساب کے مطابق ہیں اور یہ سکھوں کی مسلمانوں کے ساتھ قرابت کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔

جائے پیدائش

آپ کی پیدائش موضع تلونڈی رائے بھوئے میں بتائی جاتی ہے رائے بھوئے بھٹی لودھی خاندان کو مالگذار اور تلونڈی کے علاقہ کا مالک تھا۔ یہ تلونڈی اب ننکانہ صاحب کے نام سے موسوم ہے حکومت پاکستان اور ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ سکھ تواریخ میں چھ ننکانوں کا ذکر مرقوم ہے۔ جن میں پانچ پاکستان اور ایک بھارت میں ہے۔ جن کی تفصیل انشاء اللہ آگے بیان کروں گا۔ سوڈھی مہربان اور صورت سنگھ نے آپ کی پیدائش موضع باٹھ خود پور متصل مانگا بتائی ہے (گوردپرب نرنے ... معنفہ کرم سنگھ و تواریخ گورو خالصہ ... معنفہ گیان سنگھ) اور موضع ڈیرہ چاہل ضلع لاہور کے باشندے آپ کی پیدائش اپنے گاؤں میں بتاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کا نام "نانک" اسی لئے ہے کہ آپ نانکے گھر یعنی ننھیال میں پیدا ہوئے تھے (گوردھام سنگرہ ... معنفہ گیانی گیان سنگھ) نیز پروفیسر سندر سنگھ صاحب نے بعض لوگوں کا خیال بتلایا ہے کہ بابا نانک صاحب کا نام "نانک" اسی وجہ سے ہے کہ وہ ننھیال میں پیدا ہوئے تھے (تواریخ گورو خالصہ اردو) بھائی کاہن سنگھ صاحب نے اپنی کتاب "گورشبد رتناکر" ... میں اور کتاب گوردھام دیدار ... شائع کردہ لالہ جانکی داس و بھائی اُشام سنگھ سوہن سنگھ اور گوردھام سنگرہ ... معنفہ گیان سنگھ میں بتایا گیا ہے کہ بابا نانک صاحب کے ننھیال موضع ڈیرہ چاہل میں تھے۔ مجھے اس وقت اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کون سچا اور کون جھوٹا ہے بہر حال یہ دونوں مقامات خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں واقع ہیں تلونڈی رائے بھوئے والے ننکانہ صاحب کے بارے میں گورو گرنتھ صاحب میں اشارات پائے جاتے ہیں۔

ننکانہ صاحب نمبر ۱

یہ ننکانہ صاحب پاکستان ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ جس کی مختصر کیفیت درج کر چکا ہوں۔ بابا نانک صاحب اپنے آخری ایام میں جبکہ آپ کرتارپور میں مقیم تھے خدا تعالیٰ کی بیشمار نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے پیارے ننکانہ صاحب کا بڑی محبت سے ذکر کرتے ہیں۔ آپ کی یہ بانی گورو گرنتھ صاحب کے راگ تکھاری میں مندرج ہے "تکھاری چھنت محلہ پہلا بارہ ماہ" یہ بانی کافی لمبی ہے۔ اس مختصر مضمون میں اس کے درج کرنے کی گنجائش نہیں صرف حاشیہ کا فٹ نوٹ جس میں خلاصہ مطلب بیان کیا گیا ہے درج کرتا ہوں۔

" یہ بانی گورو نانک صاحب کی آخری تصنیف ہے۔ جو گورو جی نے اپنی وفات کے وقت کرتارپور میں تصنیف کی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آنے کے وقت یوں محسوس کرتے ہیں۔ جس طرح میکے گھر میں رہتی ہوئی عورت اپنے خاوند کے ملاپ کے لئے تیاری کرتی ہے۔ پہلے محبت کے جذبات جاگتے ہیں۔ "پر آباجھ دُہیلی" یعنی خاوند کے بغیر دُکھ محسوس کرتی ہوئی پیارا پیارا کہتی ہوئی خاوند کا راستہ دیکھتی ہے ساتھ ہی اُسکی میٹھی میٹھی خوبیاں یاد کرتی ہوئی ملاپ کی خواہش ظاہر کرتی ہے۔ جب یہ خواہش پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ اور خاوند کے ملاپ کی اُمید ہوتی ہے تب اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے میکے گھر کے نظارے ایک ایک کر کے آتے ہیں۔ اور خاوند کی جدائی کا دکھ یاد دلاتے ہیں محبت کی تڑپوں سے شروع ہو کر آخر ملاپ کے سرور تک بہت عمدہ اور دلربا بیان ہے۔ یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ جب گورو صاحب کو تا دیلو ریس آنکھیں بند کرتے ہیں۔ لیکن جو نظارے اپنی آنکھوں کے سامنے لاتے ہیں وہ ننکانہ صاحب کے ہیں۔ جہاں پر بچپن گذرا تھا اور جہاں پر مویشی چراتے ہوئے مسکراتی ہوئی دوپہر کے وقت کہیں لیٹے ہوئے "میں ڈولے مجھ بارے" یعنی بار میں جیٹھ بولتے ہوئے سنا تھا نصف صدی کے بعد یاد آ رہا ہے کہ اب میری جنم بھومی بار میں بن کا درخت پھولا ہو گا۔ اب وہاں پر لمبے لمبے گھاس کے سرو نکلے ہوں گے "۔ (شبد آرتھ سری گورو گرنتھ صاحب ...)

یہ وہ ننکانہ ہے۔ جہاں پر بابا نانک صاحب کے ساتھ مسلمانوں نے انتہائی پریم کیا اور حضرت پیر حسن صاحب نے آپ کو دینی و دنیاوی تعلیم دی۔ گیانی گیان سنگھ کا بیان ہے کہ سر کنگھم نے اسلامی تواریخوں کے حوالجات سے تحریر کیا ہے۔ بابا نانک صاحب کے پڑوس میں پیر سید حسن صاحب جو اُس علاقہ میں ولی اللہ اور کراماتی صلح کل اور بے لاگ پیر مانے ہوئے تھے نے اپنا سارا دینی اور دنیاوی علم بابا نانک صاحب کو پڑھایا۔ اور راہ حق کے بڑے بڑے بھید بتائے (حاشیہ تواریخ گورو خالصہ ...) اور بریکٹ میں بتایا ہے کہ رائے بولار صاحب بھی کامل ہی پیر تھا۔ رائے بولار رائے بھوئے کے بیٹے تھے بابا نانک صاحب کے والد صاحب آپ کے ہی ملازم تھے۔ رائے بولار کالو چند پر بہت مہربان تھے۔ اور بابا نانک صاحب سے از حد پیار کرتے تھے۔ چنانچہ جب کالو چند جی نے بابا نانک صاحب کی شادی کرنے کا ارادہ کیا تو رائے بولار نے آپ کو بے شمار دولت دی۔ جس کے متعلق سکھوں کے بہت بڑے مصنف بھائی سنتو کھ سنگھ نے یوں لکھا ہے:۔

کالو گئیو تب رائے پاس کرکے اردا س تعظیم کمائی
نانک داس تمارے کو بیاہنے چلوں سلطان پور سم بھائی
آئیں لین کو آئیوں رائے جی دینو حکم یہ کے تب سیانی
یعنی کالو جی رائے بولار کے پاس گئے تعظیم کے بعد عرض کی۔ کہ آپ کے داس نانک کو بیاہنے کے لئے میں نے سلطان پور میں جانے کا ارادہ کیا ہے آپ سے اجازت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ تب رائے بولار نے جواب میں کہا:۔

سونا کھوئے اُمدھار تادھار کر واپ بیاہ سو کیرت کاری
ہونے نکیت تبے جاہ سو لے دہ تو کا رتھ آدھن بھاری
لینے ترنگم ہو کھو تحبت سندر زین جے جیب جہائی
سینن آدکے سبھ ساج کے تنبو قنات نئے سمائی
(نانک پرکاش ادھیائے ۲۱ ... نمبر ۱)

ترجمہ:۔ اے کالو اچھی طرح شان و شوکت سے شادی کرنا اور جس چیز کی ضرورت ہو میرے گھر سے لینا۔ اور روپیہ بھی ضرورت کے مطابق لے لو۔ تب انہوں نے پالکی۔ رتھ۔ گھوڑے۔ گڈے۔ خیمے۔ قناتیں اور دیگر اچھے سامان زیوروں سے آراستہ گھوڑے۔ خوبصورت زینوں والے رائے بولار سے لے لئے۔

ننکانہ صاحب کے نام جاگیر

گیانی کرتار سنگھ صاحب ہتکاری نے اپنے ٹریکٹ جس کا نام "چھ ننکانے" ہے اور جس کو گوردت ٹریکٹ سوسائٹی لاہور نے شائع کیا ہے اُس کے

(باقی دیکھو ... کالم ...)

خصوصیات اسلام

(۱)

(تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ)

محترم بھائیو! میری آج کی تقریر کا عنوان "خصوصیاتِ اسلام" ہے۔ اور مجھے اپنی تقریر میں یہ بتانا ہے۔ کہ اسلام کے اندر وہ کون سے کمالات و خصائل ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ مجھے سب مذاہب سے پیارا ہے۔

خدا تعالےٰ رب العالمین ہے۔ اُس نے ابتدائے آفرینش سے ہی دنیا کی جسمانی اور روحانی ربوبیت کا انتظام فرمایا ہے۔ اور شروع دنیا سے ہی وحی و الہام اور انبیاء و مرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ابتداء میں تمام بنی نوع انسان ایک جگہ تھے۔ اُس وقت اُن کے حالات کے مطابق اُن کے لئے ایک ہی قسم کی تعلیم کافی تھی۔ اور ایک ہی رسول تھا یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ جب وہ آہستہ آہستہ مختلف ممالک میں پھیل گئے۔ تو پھر ایک نبی کی آواز دوسرے ملک میں نہیں پہنچ سکتی تھی تب خدا تعالےٰ نے مختلف ملکوں میں اپنے نبی اور رسول مبعوث فرمائے۔ اور ہر ملک کی دماغی حالت کے مطابق تعلیم نازل فرمائی۔ تا کوئی قوم اس ہدایت سے محروم نہ رہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

اِن مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

کہ ہر قوم میں خدا کے برگزیدہ اور فرستادہ آتے رہے ہیں۔ جب نسلیں ترقی کر گئیں۔ غیر آباد ممالک آباد ہوئے۔ آبادیوں کے فاصلے کم ہوئے۔ ذرائع آمد و رفت میں سہولت و ترقی ہوئی اور انسانی دماغ بھی اس حد تک پہنچ گیا کہ مختلف حالات کے متوازی تعلیمات کو سمجھ سکے اور ان کو استعمال کر سکے۔ تو ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل دین کا ظہور ہو۔ جس طرح آدم اول کے زمانہ میں ایک ہی اُمت تھی اور ایک ہی کلام تھا۔ اُسی طرح اس زمانہ میں بھی ایک ہی کلام ہو۔ اور ایک ہی امت ہو۔ چونکہ سب قوموں کا ایک ہی خدا ہے۔ اسلئے ضروری تھا۔ کہ تمام قومیں اور افراد ایک ہی نقطۂ مرکزی کی طرف جھکتے۔ یا ایک نقطہ پر جمع ہونے کے سامان پیدا ہوتے۔ اگر دنیا روحانی طور پر ایک نقطہ پر جمع نہ ہوتی۔ تو خدائے واحد کی وحدانیت کس طرح ثابت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ یہ نقطۂ مرکزی بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ اور آپؐ ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے تمام دنیا کو خطاب فرمایا۔ کیونکہ پہلے نبی ایک مختص علاقہ یا قوم کی طرف مبعوث ہوا کرتے تھے اور اُن کی تعلیمات بھی مختص القوم اور مختص الزمان تھیں۔ چنانچہ آپؐ نے اعلان فرمایا:۔

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (اعراف)

اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں اور آپ کا پیش کردہ کتاب یعنی قرآن مجید تمام دنیا کو متحد کرنے والی آخری تعلیم ہے۔ اور اِنّ الدّین عند اللہ الاسلام۔ اب خدا کے حضور پسندیدہ مذہب صرف اسلام ہی ہے۔ پس مذہب اسلام کی

پہلی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اسلام کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور سب جہان کے لئے ہے۔ چنانچہ قرآنی شریعت کے بارہ میں ارشاد فرمایا:۔

ان ھو الا ذکرٌ للعالمین

کہ وہ سب جہان کے لئے ذکر و نصیحت ہے۔ قرآن مجید سے پہلے جتنی کتب سماویہ ہوئی ہیں۔ اُن میں سے کسی کا بھی دعوےٰ نہیں۔ کہ اُس کی تعلیم ساری دنیا کے لئے ہے۔ اور نہ ہی اُن کی تعلیم ایسی تھی۔ جو ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے کافی ہو۔ حتیٰ کہ خود اُن کتابوں کے پیروؤں نے اُن تعلیمات پر عمل چھوڑ دیا ہے۔ اور آئے دن اُن میں تحریف و ترمیم ہوتی رہتی ہے مگر بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بعثت الی الناس کافۃ۔ کہ میں تمام نسل انسانی کے لئے مامور ہوا ہوں۔ تو اس قول پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا۔ بلکہ دنیا کے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو تبلیغی اور دعوتی خطوط لکھ کر اور یہودی۔ عیسائی۔ مجوسی۔ رومی۔ ایرانی۔ مصری۔ شامی اور ہر رنگ و نسل اور ہر علاقہ اور طبقے کے انسانوں کی بیعت لے کر ثابت کر دیا۔ کہ اُن کا مشن تمام عالم کے لئے ہے۔ وہ کسی ایک قوم یا ملک یا خطہ سے مخصوص نہیں۔

۲۔ اسلام کی **دوسری خصوصیات** یہ ہے کہ اس کا دعوےٰ ہے کہ اُس کی تعلیم ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتی ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی روحانی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور معاشرتی تعلیمات کا ایک شاندار مجموعہ قرآن مجید ہے۔ اور اس کی تعلیم نہ مختص الزمان ہے اور نہ ہی مختص القوم۔ بلکہ ایک کامل اور عالمگیر تعلیم ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

کہ دین اسلام کو خدا نے کامل کر دیا ہے اور اس طرح اپنی نعمت کو مکمل فرما دیا ہے اور اب دین اسلام ہی خدا کا پسندیدہ دین ہے۔ نیز فرمایا:۔

"فیھا کتب قیمۃ"

کہ قرآن مجید میں ایسی تعلیمات ہیں۔ جو ہمیشہ قائم رہیں گی اور کبھی منسوخ نہ ہوں گی۔ اور اسلام سے قبل کے مذاہب کی سب اصولی تعلیمات کا نچوڑ اس میں آ گیا ہے۔ گویا اگر پہلی آسمانی کتب کو پھولوں سے تشبیہ دی جائے۔ تو قرآن مجید ایک "گلدستہ" کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳۔ اسلام کی **تیسری خصوصیت** یہ ہے کہ اسکی تعلیم ہی کامل نہیں۔ بلکہ اس تعلیم کا کامل عملی نمونہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شکل میں موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃ۔ کہ خدا کا رسول یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے نیک نمونہ ہیں۔ ہر انسان نمونہ کا محتاج ہے۔ ہم اپنی روحانیت اور اخلاق کی تکمیل و ترقی کے لئے ایک نمونہ کے محتاج تھے۔ سو وہ کامل نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ آپ زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ کیونکہ آپ زندگی کے ہر دور میں سے گذرے ہیں۔ اور ہر شعبۂ حیات میں ایک اعلیٰ درجہ کا عملی نمونہ چھوڑا ہے۔ گویا قرآن مجید کی عملی تفسیر و تصویر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اسی حقیقت "امر" کو حضرت عائشہ صدیقہ رض نے کان خلقہ القرآن "کے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

۴۔ اسلام کی **چوتھی خصوصیت** یہ ہے۔ کہ وہ ایک زندہ مذہب ہے۔ مذہب کا نقطۂ مرکزی خدا کی ذات ہے۔ اور مذہب کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا وصال اور اُس کی رضا حاصل ہو۔ اور یہ امر موقوف ہے۔ اُس کی ذات و صفات اور افعال کی معرفت پر۔ اسلام خدا تعالےٰ کو اس رنگ میں پیش کرتا ہے۔ کہ وہ ایک ایسی ہستی ہے جو تمام خوبیوں کی جامع ہے اور ہر قسم کے عیوب سے منزہ اور پاک ہے۔ اور اُس کی صفات ازلی و ابدی ہیں۔ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں واحدہٗ لاشریک ہے۔ لیس کمثلہ شیءٌ۔ وہ الحی القیوم۔ خالق کل شیءٍ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید ہے۔ مگر دیگر مذاہب پر نظر کر کے دیکھ لو۔ اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس سے خدا کا حقیقی عرفان حاصل ہو۔ کیا اُس خدا پر ایمان لائیں جسے جوڑنے توڑنے کا منصب دیا گیا ہے۔ اور روح و مادہ اُس کی ازلیت میں شریک ہیں۔ اور جب یہ چیزیں اُس کی پیدا کی ہوئی نہیں۔ تو بلا وجہ کیوں احسان مند ہوں اور اُس کی عبادت کریں۔ اسی طرح عیسائی مذہب تین برابر ایک (تثلیث) کا مسئلہ پیش کرتا ہے جو خلافِ عقل ہے۔ اور پھر جسے وہ خدا مانتا ہے۔ اُس کی نسبت یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ صلیب پر فوت ہوا۔ اور اُسے قیامت کا علم نہ تھا مگر اسلام حقیقی خدا کا جو اعلیٰ درجہ کی صفات کا مالک ہے۔ پتہ دیتا ہے۔ وہ آج بھی اپنی تجلیات اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ اُن کی دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ اور انہیں اپنے الہام و کلام سے مشرف فرماتا ہے ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

ادعونی استجب لکم۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ کا پیامید ارشاد مومنوں کے لئے موجب تسکین و اطمینان ہے۔ وہ اس امید پر پوری جد و جہد کرتے اور اُس کے وصال کو پاتے ہیں۔ کیونکہ اُس کا یہ بھی وعدہ ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ کہ جو شخص ہمارے لقا کے لئے کوشش و سعی کرے ہم اُس کی راہنمائی کر کے منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔ مذہب اسلام کی تعلیم کو ایک شجرہ طیبہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کی جڑ مضبوط ہو۔ اور اُس کی شاخیں آسمان میں ہوں۔ اور پھر وہ ہر زمانہ میں اپنا پھل دے۔ اور یہ محض تشبیہ و مثال ہی نہیں بلکہ عملی طور پر ۱۳۵۰ سال میں اس اُمت میں ایسے بے شمار اولیاء و ابدال و اقطاب اور مجددین گذرے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کے ثمر دار درخت کے روحانی اور شیریں پھل کھائے۔ وہ خود خدا پر زندہ یقین رکھنے والے تھے۔ اور دوسروں کے اندر زندہ یقین پیدا کرنے والے تھے۔ اور اُن کی عملی زندگی خدا کی ہستی پر ایک زبردست دلیل تھی۔ (باقی)

۲۰ فروری ۵۲ء کو تبلیغی جلسے

۲۰ فروری کا دن پیشگوئی مصلح موعود کیساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے اسلئے تمام ہندوستانی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر اس روز تبلیغی جلسے منعقد کریں۔ اور خصوصیت سے اس پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں

احمدیت کی عالمگیر تبلیغ کے ساتھ اس پیشگوئی کا خاص تعلق ہے۔ اس لئے اس دن سے پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

امن عالمی کے قیام کا واحد ذریعہ

از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لندن

اس وقت دنیا پھر ایک مہیب اور خوفناک جنگ کی تیاری میں معروف ہے۔ بڑی بڑی طاقتیں پھر تباہ کن اسلحہ کی ایجاد پر فخر اور ایک دوسرے پر اپنا تفوق اقتدار کا اظہار کر رہی ہیں۔ ایک طرف وہ جنگی سامان اور بربادی انگیز اسلحہ تیار کرنے میں معروف ہیں۔ اور دوسری طرف وہ دنیا کو امن اور سلامتی قائم رکھنے کی تلقین کر رہی ہیں۔ امن عالمی قائم رکھنے کے لئے اس وقت سب سے بڑا ادارہ یو این او خیال کیا جاتا ہے اور اس سے اقوام عالم یہ سمجھتی ہیں کہ اگر دنیا میں امن قائم رہ سکتا ہے۔ تو اسی ادارہ کے ذریعہ قائم رہ سکتا ہے۔ ہمیں خوشی ہوگی اگر یہ ادارہ امن عالمی کو قائم رکھ سکے۔ لیکن ہم پوری وضاحت سے یہ اعلان کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ادارہ اس عظیم الشان مقصد کے حصول میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکے گا جب تک کہ وہ ان اصول پر عمل پیرا نہ ہو۔ جو اسلام نے قیام امن عالمی کے لئے ضروری قرار دیئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

"یھدی بہ اللّٰہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم"۔ (مائدہ)

یعنی قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا چاہتے ہیں۔ سلامتی اور امن کی راہیں دکھلاتا ہے۔ اور انہیں اپنے منشاء سے مشکلات کے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔ اور سیدھی ہدایت کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

اس وقت دنیا میں جس قدر مشکلات پائی جاتی ہیں۔ اگر قرآن مجید کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔ تو وہ یقیناً دور ہو سکتی ہیں۔ اور جنگ کے تمام خطرات دور ہو سکتے ہیں۔ بطور نمونہ قرآن مجید سے دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) بین الاقوامی مصالحتی ادارہ

بین الاقوامی جنگوں اور جھگڑوں کے تصفیہ کے لئے قرآن مجید نے ایک بین الاقوامی مصالحتی ادارہ قائم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جس کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ اگر دو حکومتوں میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ تو وہ ان دونوں میں صلح کرائے۔ اور عدم مصالحت کی صورت میں اس ادارہ کو جو مختلف حکومتوں اور قوموں کا نمائندہ ہوگا۔ جھگڑے کا ایک عادلانہ فیصلہ کر دینا ہوگا جس فیصلہ کا ماننا دونوں حکومتوں کو لازمی ہوگا۔ اور اگر اس فیصلہ کو کوئی فریق نہ ماننے یا ماننے کے بعد اس پر عمل کرنے سے انکار کر دے تو ساری حکومتوں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اس سے لڑیں یہانتک کہ وہ اس مصالحتی ادارہ کے فیصلہ کو تسلیم کرے۔ جب وہ حکومت فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہو جائے تو یہ بین الاقوامی مصالحتی ادارہ بغیر کوئی ذاتی فائدہ اُٹھانے کے صرف اس امر کے متعلق فیصلہ نافذ کرے جس سے جھگڑے کی ابتداء ہوئی تھی۔ اور مغلوب ہونیوالی حکومت اسے اپنے لئے کوئی زائد فوائد حاصل کرنے کے لئے نئی شرائط نہ لگائے کیونکہ اس سے نئے فسادات کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

چنانچہ پہلی جنگ عالمی کے بعد فاتح اقوام متحالفہ نے جو لیگ آف نیشنز بنائی تھی۔ اس کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۹۲۴ء میں اپنی کتاب "احمدیت حقیقی اسلام" میں قرآن مجید کی آیت "وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما" الآیہ سے مندرجہ بالا امور استدلال کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔

کہ موجودہ لیگ آف نیشنز قائم نہیں رہ سکتی۔ اور نہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ان اصولوں پر قائم نہیں جو قرآن مجید نے ایسی مجلس مصالحت کے لئے تجویز فرمائے ہیں۔ فاتح اقوام نے اس کے قوانین وضع کرتے ہوئے اپنے مفاد کو مدنظر رکھا ہے اور مفتوح اقوام کے حقوق کو پامال کر دیا ہے۔ نیز انہوں نے فوجی طاقت کے استعمال کو جائز نہیں قرار دیا۔ حالانکہ قرآن مجید اس کے متعلق یہ ہدایت فرماتا ہے۔ کہ جب دو قوموں یا حکومتوں کے درمیان اختلاف بڑھ جائے۔ اور ایسی حالت پیدا ہو جائے جس سے دونوں قوموں کے درمیان جنگ کا خطرہ ہو تو مجلس مصالحت کو چاہیئے کہ اسی وقت دونوں قوموں کو نوٹس بھیجے کہ وہ اپنے تنازع کو اس کے سپرد کریں۔ اور وہ مجلس ان کے جھگڑے کا فیصلہ عدل والنصاف کی رو سے کرے۔ لیکن اگر ایک قوم اپنا کیس پیش کرنے سے انکار کرے یا پیش کرنے کے بعد فیصلہ کو نہ مانے تو سب قوموں کو مل کر اس وقت تک اس سے جنگ کرنی چاہیئے۔ جب تک کہ وہ مجلس کا فیصلہ نہ مان لے۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر لیگ آف نیشنز قرآن مجید کے بتائے ہوئے اصولوں پر بنائی جاتی تو دوسری جنگ عظیم ہرگز نہ ہوتی۔ لیکن جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۹۲۴ء میں لکھ دیا تھا۔ وہ لیگ ناکام ہو گئی۔ اور امن عالمی کو قائم نہ رکھ سکی اور دوسری جنگ شروع ہو گئی۔ اور اس دوسرے جنگ کے اختتام پر جو یو این او بنائی گئی ہے وہ بھی مساوی حقوق پر نہیں بنائی گئی۔ اور دنیا میں حقیقی امن اس وقت قائم ہوگا۔ جبکہ ساری قومیں سلامتی اور امن کے ان اصولوں کو قبول کریں گی۔ جو قرآن مجید بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ تجارت کے لئے اصول

اسی طرح تجارت ہے۔ اس زمانہ کی جنگیں درحقیقت اقتصادی فوائد حاصل کرنے کی غرض سے کی جاتی ہیں۔ اور دوسری قوموں پر حکومت کرنے کی سب سے بڑی غرض بھی اقتصادی فوائد حاصل کرنا ہوتی ہے۔ طاقتور قومیں کمزور قوموں سے ان کی خلاف مرضی تجارت کے ذریعہ فوائد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ ایران کے تیل کا مسئلہ اور مصر اور عراق اور تیونس وغیرہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیما ومن یفعل ذالک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا وکان ذالک علی اللّٰہ یسیرا (سورۃ النساء)

یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اپنے اموال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ ہاں تجارت کے ذریعہ ایک دوسرے کے مال سے نفع حاصل کر سکتے ہو۔ بشرطیکہ تجارت بھی باہمی رضامندی سے ہو۔ اور اپنے آدمیوں کو قتل نہ کرو۔ یعنی اگر تجارت باہمی رضامندی سے نہیں ہوگی۔ اور کسی ملک یا قوم کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس سے ایسی شرائط منوائی جائیں گی۔ جن کو کوئی آزاد قوم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ رحیم ہے۔ اس لئے اس نے پہلے سے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ کہ تجارت باہمی رضامندی سے ہونی چاہیئے۔ اور جو لوگ اس ہدایت کے خلاف دشمنی اور ظلم سے کارروائی کریں گے۔ تو ہم انہیں آگ میں داخل کریں گے۔ یعنی اس کا نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور یہ بات بھی کیسی سچی ثابت ہوئی ہے۔ اگر اقتصادی فوائد کا خیال درمیان سے اُٹھا دیا جائے۔ تو پھر اس زمانہ کی کوئی قوم جنگ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگی۔ لہٰذا قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ اور دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور قومیں امن کا سانس لے سکتی ہیں۔

رپورٹ ہائے تعلیم و تربیت ماہوار

قبل ازیں بذریعہ خطوط براہ راست سیکرٹریان تعلیم و تربیت اور بذریعہ اخبار بدر جملہ صدر صاحبان۔ پراونشل امراء اور مبلغین کو مطلع کیا گیا تھا کہ ان کی طرف سے ماہوار رپورٹیں تعلیم و تربیت کی موصول نہیں ہو رہیں جن سے جماعتوں کے حالات کا اندازہ کیا جائے۔ مگر افسوس کہ سوائے چند ایک جماعتوں کے باقی جماعتوں نے اس طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں کی اور اپنے فرائض کو ادا نہیں کیا۔ اب بذریعہ اعلان ہذا جماعتوں کو آخری اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ باقاعدہ ماہوار رپورٹیں نظارت تعلیم و تربیت میں بھجوایا کریں۔ جن جماعتوں کی طرف سے ماہ جنوری کی رپورٹیں نہیں آئیں گی ان کا معاملہ صدر انجمن احمدیہ کی وساطت سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوایا جائے گا۔ جملہ سیکرٹریان تعلیم و تربیت۔ صدر صاحبان۔ پراونشل امراء، دیہاتی مبلغین اور رئیس التبلیغ صاحبان توجہ فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

مبلغین کلاس کیلئے طالبعلم

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ پر موصول ہونیوالے پیغام کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے ہر صوبہ کی طرف سے کم از کم ایک ایک طالبعلم قادیان بھیجا جائے اور وہی صوبہ اس طالبعلم کے اخراجات بھی برداشت کرے مبلغ ۳۰ روپیہ فی کس کا اندازہ ہے ابھی تک صرف ۲ صوبوں کی طرف سے طالبعلم پہنچے ہیں بقیہ صوبوں کی احمدیہ جماعتوں کا بھی فرض ہے کہ اس طرف توجہ کریں تا جلد از جلد مبلغین کی نئی کلاس جاری کی جائے اور ہندوستان میں احمدی علماء کی قلت جلد دور ہو سکے۔ اس نئی کلاس میں انٹرمیڈیٹ طالبعلم لیا جائے گا۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

دیہاتیوں کا علاج دیہات کی چیزوں سے!

ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور اسکے باشندوں کی نمایاں اکثریت دیہات میں رہتی ہے۔ لہذا ہر وہ منصوبہ اور کام جو گاؤں کے رہنے والوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے ہو اس سے مجموعی طور پر تمام ملک کو فائدہ پہنچتا ہے ذیل میں ہم دیہات دیہاتیوں کے علاج کے متعلق ایک مفید مضمون رسالہ "ہمدرد صحت دہلی" سے بشکریہ ذیل میں قارئین کرام کے استفادہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ ——— (ایڈیٹر)

کپاس۔ کپاس مشہور چیز ہے جب اس سے اسکے بیج چرخی میں دے کر الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ تو بیج، بنولے اور باقی ماندہ روئی کہلاتی ہے جس کے ریشوں سے سوت کاتا جاتا ہے اور لٹھا، ململ اور وائل وغیرہ کپڑے تیار کئے جاتے ہیں بھارت اور پاکستان دونوں میں اسکی کاشت ہوتی ہے جس قدر اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے اسی قدر ملک کی اقتصادی حالت کے بہتر ہونے میں مدد ملتی ہے۔

اگرچہ کپاس کا بڑا فائدہ یہی ہے کہ ہم اس سے اپنی تن پوشی کرتے اور اپنے آپکو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھتے ہیں لیکن اس کا پودا متعدد طبی فوائد بھی رکھتا ہے۔ کپاس کے پھول جو زرد رنگ کے نہایت خوشنما ہوتے ہیں، مقوی اور مفرح قلب ہیں جنون اور وسواس کو دور کرتے ہیں۔ پانچ سات پھول رات کو آدھ پاؤ پانی میں بھگو رکھیں صبح کو پانی چھان لیں اور تھوڑی مصری ملا کر پئیں کپاس کے پھولوں کا شربت بنا کر اسی فائدہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے طریقہ یہ ہے کہ تین چھٹانک پھول تر و تازہ لیکر رات کو ڈیڑھ سیر پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح جوش دیکر چھان لیں۔ اب اس میں ایک سیر چینی ملا کر شربت کا قوام بنائیں پھر یہ شربت چار چار تولہ صبح و شام پانی میں ملا کر پئیں۔

کپاس کے ڈوڈے اور جڑ کپاس کے پھل سے کپاس نکالنے کے بعد جو پوست باقی رہ جاتا ہے۔ وہ "ڈوڈہ کپاس" کہلاتا ہے۔ یہ ڈوڈے اور کپاس کی جڑ کی چھال کا جوشاندہ اسقاط حمل اور آنول نال کو نکالنے کے لئے پلایا جاتا ہے اور حیض کو جاری کرنے اور بچہ کی پیدائش میں آسانی کے لئے دیا جاتا ہے کپاس کے بیج جو بنولہ کہلاتے ہیں گائے بھینسوں کو دودھ گھی بڑھانے کے لئے کھلائے جاتے ہیں۔ ان بنولوں کا مغز انسان کے لئے بھی مفید ہے۔ وہ بدن کو طاقت دیتا اور اس کو فربہ کرتا ہے۔ مقوی باہ بھی ہے۔ چنانچہ اکثر مقوی باہ معجونوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

روزانہ دو تولے مغز بنولہ کو دودھ میں پیس چھان کر آگ پر پکائیں اور کھانڈ یا مصری سے میٹھا کر کے برابر تین ہفتہ تک استعمال کریں اور پھر اس کے فوائد دیکھیں۔ اپنے بدن اور قوتوں میں نمایاں فرق محسوس کریں گے۔

مغز بنولہ ذیابیطس کی ابتداء میں مفید ہے۔ چنانچہ حکیم اجمل خاں کا معمولہ مطب تھا وہ ذیابیطس کی ابتداء میں مغز بنولہ ایک تولہ کو کوٹ کر رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو مل چھان کر پینے کی ہدایت فرماتے تھے۔

مغز بنولہ افیون کا تریاق ہے۔ افیون کا زہر زائل کرنے میں کوئی دوسری دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی نازک حالات میں آب حیات کا کام دیتی ہے۔ دیہاتیوں میں ایسے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں کہ جاہل مائیں اپنے کاموں میں معروف رہنے کے لئے بچہ کو سلانے کیلئے غلطی سے زیادہ افیون کھلا دیتی ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ بچہ سوتا ہی رہ جاتا ہے۔ بہر حال اگر بچہ کو افیون زیادہ کھلا دی جائے اور اس کی زہریلی علامتیں ظاہر ہو جائیں تو فوراً مغز بنولہ ایک ماشہ پانی میں پیس چھان کر پلائیں ایک دوبار کے پلانے سے زہریلی علامتیں دور ہو جائینگی اور اسکے بعد مزید دو تین روز کے استعمال سے صحت بالکل درست ہو جائے گی۔

اگر کوئی بڑا آدمی غلطی سے افیون کھالے یا کھلائے تو چھ ماشہ مغز بنولہ پانی میں پیس چھان کر پلانے سے اس کا اثر زائل ہو جائے گا اور اگر افیون کھانے سے صحت پر کوئی اثر قائم رہ جائے تو وہ بھی چند روز تک مغز بنولہ کے استعمال سے دور ہو جائیگا

کپاس کا پودا دھتورے کا بھی تریاق ہے اگر دھتورے کے پتے کھلائے گئے ہوں تو کپاس کے پتے اور بیج پانی میں پیس چھان کر پلانے سے ان کا زہر دور ہو جاتا ہے

اگر معمولی چوٹ لگنے یا چاقو چھری سے کٹنے کے باعث خون جاری ہو تو روئی یا روئی کا کپڑا جلا کر اس کی راکھ زخم پر ڈال کر دبا دینے سے خون کا بہنا موقوف ہو جاتا ہے اور زخم جلدی خشک ہو جاتا ہے۔

سنکھاہولی۔ یہ ایک بوٹی ہے۔ اس کا پودا عموماً زمین پر بچھا ہوتا ہے۔ پتے لمبے لمبے دوب گھاس کے پتوں کے مانند تکونے سے چوڑے ہوتے ہیں جن میدانوں میں دوب گھاس اگتی ہے وہاں عموماً اس کے پودے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ پھول کٹوری نما سفید کسی قدر گلابی ہوتے ہیں۔ مئی جون کے مہینوں میں جبکہ اکثر نباتات کملا جاتے ہیں اس بوٹی پر بہار آتی ہے۔

یہ بوٹی مصفا خون ہے۔ ذہن اور حافظہ کو تیز کرتی ہے۔ چہرے کی رنگت کو نکھارتی ہے اور جریان اور ذیابیطس میں فائدہ دیتی ہے۔ اس کو مذکورہ امراض میں عموماً اس طرح استعمال کیا جاتا ہے کہ سبز بوٹی کی شاخیں پتوں سمیت بقدر سات ماشے لیکر مرچ سیاہ سات عدد کے ساتھ پانی میں پیس چھان کر مصری دو تولہ سے شیریں کر کے پئیں۔ اگر اسکے ساتھ ہی مغز بادام شیریں مقشر پانچ عدد بھی اضافہ کر دیں تو دماغ کو طاقت دینے کیلئے قوی الاثر دوا تیار ہو جائے گی۔

مذکورہ امراض میں فائدہ دینے کے علاوہ اس بوٹی کے اس طرح پینے سے موسم کی گرمی بھی نہیں ستائے گی اور پیاس کم لگے گی

بعض مجربین کا بیان ہے کہ اگر چیچک وبا پھیل رہی ہو تو یہ بوٹی تین ماشہ لیکر سیاہ مرچ تین عدد کے ساتھ گھوٹ کر پلانے سے بچہ کو چیچک نہیں نکلتی۔ اور اگر نکلتی ہے تو اس کا زور کم ہوتا ہے۔

سبز بوٹی ہر موسم میں نہیں ملتی اس لئے اگر اس بوٹی کو بارش ہونے سے پہلے جڑ سمیت اکھیڑ کر سائے میں خشک کر کے رکھ چھوڑیں اور پھر اس سے بوقت ضرورت کام لیں تو کوئی حرج نہیں۔

بعض اطباء اس بوٹی کو سائے میں خشک کرنے کے بعد سفوف بنا کر ۲-۳ ماشہ صبح و شام کھلاتے ہیں جو جریان، احتلام اور سوزاک میں مفید ہے۔

کوڑیاں مشہور چیز ہیں۔ انہیں خرمہرہ کہتے ہیں۔ یہ سیپ گھونگھے وغیرہ کے مانند سمندری جانور کا خول ہے۔ کوڑیوں کو جلا کر ان کی راکھ بنالی جائے۔ یہ راکھ جلا دینے کی تاثیر رکھتی ہے ایک تولہ راکھ کو تقریباً پانچ تولہ ویسلین یا کسی کریم میں ملا کر روزانہ چہرے پر لگایا کریں۔ ہفتہ عشرے تک برابر لگاتے رہنے سے چہرے کے داغ دھبے اور چھائیں وغیرہ دور ہو کر چہرہ صاف ہو جائے گا۔

ان کوڑیوں کی قسم زرد ہوتی ہے۔ ان کی راکھ کان کے درد کے لئے مفید ہے۔ کان کا درد خواہ کسی قسم کا ہو۔ اس دوا کے استعمال سے اچھا ہو جاتا ہے۔ اگر بہتی ہو تو وہ بھی اس کے استعمال سے چھوٹ جاتی ہے۔ طریقہ استعمال یہ ہے کہ زرد کوڑیاں بقدر ضرورت لیکر جلائیں اور باریک پیس کر شیشی میں رکھ چھوڑیں بوقت ضرورت دو تین رتی یہ دوا کان میں ڈال کر اوپر سے لیموں کا رس نچوڑیں۔ رس کے نچوڑتے ہی کان میں جوش پیدا ہوگا اور اس کے تھوڑی دیر کے بعد درد ساکن ہو جائیگا پھر کان کو ایک طرف جھکا کر پانی نکال دیں اور روئی کا پھویہ رکھ دیں اگر درد کا سبب میل ہوگا تو وہ بھی اس کے استعمال سے صاف ہو جائے گا۔

۱۹۵۲ء میں ایک لاکھ دس ہزار ٹریکٹ ۵۲ اقسام پر مشتمل!

مرسلہ از محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمارے پیارے آقا کی دعاؤں کے باعث اس سال مختلف قسم کے ٹریکٹس ایک لاکھ دس ہزار صرف دکن کے علاقہ سے شائع ہوئے۔ اور وہ بھی چند افراد کی توجہ سے؛ اگر سارے احباب توجہ کریں تو یہ تعداد کروڑوں تک پہنچ سکتی ہے۔

جیسے کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے ملاحظہ ہو مضمون اخبار بدر مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۵۲ء "ہندوستان کے احمدی احباب اور جماعتیں اور ہمارا تبلیغی فریضہ"۔

اب ذیل میں مزید شائع شدہ ٹریکٹ اور اُن کے نام درج ذیل ہیں:-

(۳۵) توبہ کرنے والے امان پائینگے (اردو) ایک ہزار۔ چار صفحے مرتبہ خود۔
(۳۶) زندہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (اردو) ایک ہزار چار صفحے مرتبہ مولوی ابنی صاحب
(۳۷) محاسن اسلام (اردو) ایک ہزار دو صفحے مرتبہ خود۔
(۳۸) آخری زمانہ کے علامات کا ظہور (اردو) ایک ہزار دو صفحے مرتبہ ارشد لکھنوی
(۳۹) اسلام اور بانی اسلام کے متعلق غیر مسلم مہاپرشوں کے آراء (بزبان کنڑی) ایک ہزار مترجمہ عبدالنبی صاحب سیکرٹری تبلیغ ہبلی۔
(۴۰) اسلام اور کمیونزم (اردو) ایک ہزار چار صفحے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے
(۴۱) عیسائیوں سے چند سوال (اردو) ایک ہزار (منتخبہ) ۲ صفحے
(۴۲) ایک عجیب واقعہ (اردو) ایک ہزار خادم گجراتی ۴ صفحے۔
(۴۳) آنحضرت صلعم کے احسانات اور عملی رنگ آپ کے تعلقات غیر مذاہب ایک ہزار (مرتبہ خود) ۲ صفحے
(۴۴) اس زمانہ کے امام کو ماننا ضروری اور ایمانیات سے ہے۔ ایک ہزار (ابوالعطاء) ۴ صفحے
(۴۵) ندائے ایمان۔ ایک ہزار۔ حضرت امیرالمؤمنین اللہ تعالے۔ ۴ صفحے۔
(۴۶) وہی ہمارا کرشن۔ ایک ہزار 〃 〃 ۴ صفحے
(۴۷) امن و سلامتی کا راستہ۔ ایک ہزار۔ محمد حفیظ بقاپوری قادیان۔ ۴ صفحے
(۴۸) الہام اور وحی کی حقیقت۔ ایک ہزار۔ مرتبہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل رضی اللہ عنہ سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ ۴ صفحے۔
(۴۹) شری کرشن جی مہاراج کا اوتار۔ ایک ہزار مرتبہ ارشد لکھنوی۔ ۲ صفحے
(۵۰) خیر خواہوں سے ہمیشہ کیا سلوک ہوا۔ ایک ہزار مرتبہ خود ۲ صفحے
(۵۱) ہمارا رسول غیروں میں مقبول۔ ایک ہزار مرتبہ خود۔ ۲ صفحے
(۵۲) ۱۹۵۲ء کا بڑا انسان۔ ایک ہزار۔ مفتی محمد صادق صاحب ۲ صفحے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (مینیجر)

اے عزیزو! آپ میں سے کوئی احمدی ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ جو تحریک جدید میں شامل نہ ہو

نیک اور شریف الطبع غیر احمدیوں کو بھی اس تحریک میں شامل کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے

"ہر احمدی جو اس تحریک (تحریک جدید) میں حصہ لیتا ہے۔ اور پھر اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے۔ لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اور بہت بڑا خوش نصیب ہے۔ کہ خاتم النبیین کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے والوں میں شامل ہوتا ہے اور محمدی فوج کے سپاہیوں میں اُس کا نام لکھا جاتا ہے۔ اور بدقسمت ہے وہ جس نے منہ سے تو اس میں شامل ہونے کا اقرار کیا۔ لیکن عملاً اس میں کمزوری دکھلائی۔ نہیں اے عزیزو! تم احمدیوں میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو وعدہ کر کے اس میں کمزوری دکھلائے۔ بلکہ چاہیئے کہ کوئی شریف الطبع اور نیک غیر احمدی بھی اس تحریک سے باہر نہ رہے۔ خواہ ابھی اُسے احمدیہ جماعت میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی ہو" (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

تحریک جدید میں شمولیت کا طریق

(۱) شامل ہونے کے لئے کم از کم شرط مبلغ پانچ روپے سالانہ ہے۔ تحریک جدید کا روپیہ بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام پر خرچ ہوتا ہے۔ بیرونی ممالک میں تبلیغ کے اخراجات کے پیش نظر مخلصین سے امید کی جاتی ہے کہ وہ سلسلہ کی ضرورت کے شایانِ شان قربانی کریں۔

(۲) سابقہ سالوں کا وعدہ لکھوانے کی کوئی شرط نہیں۔

(۳) عورتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ طالب علم بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ غیر احمدی والدین اور بچوں کی طرف سے بھی حصہ لیا جا سکتا ہے۔ مرحوم لواحقین کی طرف سے بھی حصہ لینے میں کوئی روک نہیں۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ جماعت کا ہر فرد بلکہ جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ نیک اور شریف الطبع غیر احمدی دوست بھی شامل ہوں۔

(۴) وعدہ سادہ کاغذ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور یا وکالتِ مال تحریک جدید قادیان کو براہِ راست بھجوایا جا سکتا ہے۔

(۵) جو دوست پہلے سے شامل ہیں وہ نئے سال کا وعدہ گذشتہ سال کے اضافے کے ساتھ ارسال فرما دیں۔

(۶) جن دوستوں کے ذمہ سابقہ سال کا وعدہ ابھی باقی ہے ان کو نئے وعدہ کے ساتھ اس بقایا کو صاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ محض وعدے کرتے چلے جانا احسن بات نہیں۔ اگر خاص حالات کی وجہ سے مجبوری ہے تو دفتر سے لکھ کر معین مدت کی مہلت لینی چاہیئے۔ اور اس طرح اس گناہ سے بچنا چاہیئے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

شعائر اللہ کی خدمت اور حفاظت

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے تحریک "درویش فنڈ" کا اجراء کرتے ہوئے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو بالعموم اور مخیر اور صاحب ثروت احباب کو بالخصوص اس اہم تحریک میں حصہ لینے کی دعوت دی جا چکی ہے۔ لیکن ابھی تک بہت کم احباب نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہی ارشاد کافی ہے۔ فرمایا:-

"ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجمعی کی پوری کوشش کریں"

پس جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو چاہیئے کہ وہ اپنی جماعت کے دوستوں کو "درویش فنڈ" کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ادائیگی چندہ جات کے متعلق چند ضروری ارشادات

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی توجہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے چند ضروری ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ جماعت کا ہر فرد ان کو پڑھ کر اپنے اندر یہ احساس پیدا کرے گا کہ مالی قربانیوں کے موجودہ دور میں، اُس نے اپنے ذمہ کے بجٹ کی سو فی صدی ادائیگی کر کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدۂ بیعت کو پورا کرنا ہے۔

ناظر بیت المال

"جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے۔ اور کوئی خیانت اُس کے اندر نہیں۔ اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے۔ اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے۔ وہ بچایا جائے گا۔ لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم چلتا ہے۔ اور تقویٰ کی راہوں پر پورے طور پر قدم نہیں مارتا۔ دنیا پر گرا ہوا ہے۔ وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے۔ ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو۔ اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے۔ اس کے لئے اب وقت ہے۔ کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے۔ اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے۔ وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے۔۔۔۔ ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیئے۔ تا خدا تعالےٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بماہ اُن کی مدد پہنچتی رہے۔ تو وہ اس مدد سے بہتر ہے۔ جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ زکوٰۃ بھیجے۔ اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے۔ اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے۔ اور بہرحال صدق دکھاوے۔ تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے۔ کیونکہ یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے۔ جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں"

"یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ خوش قسمت وہ شخص ہے۔ کہ خدا سے محبت کرے! اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائیگا۔۔۔ جس طرح پہلے نبی رسول اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہوں گا۔ سو اس وقت کی قدر کرو۔ اگر تم اس قدر خدمت بجالاؤ۔ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس کی راہ میں بیچ بھی دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہے کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے" (از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۳۷ء کی مجلس مشاورت پر بجٹ کے موقعہ پر فرمایا:-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ بجٹ کا پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں۔ نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے جو خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کیلئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالےٰ سے سودا کرتا ہے۔ اور اس سودا کو پورا نہ کرنے کیوجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔۔۔۔ کیا آپ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ چونکہ ہم میں سے پچاس فیصدی چندہ نہیں دیتے تھے۔ اسلئے ہم نے آمد و خرچ میں کمی کر دی۔ کیا کوئی جماعت ایسی ہے۔ جو یہ بتائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ لکھا ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا۔ وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ اس کے مطابق اُس نے چندہ نہ دینے والوں کا معاملہ پیش کیا ہے۔ باتیں کرنی آسان ہیں۔ مگر کام کرنا مشکل ہے۔ آپ لوگوں نے طاقت استعمال نہیں کی۔ ایسے نادہندگان جماعتوں میں موجود ہیں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ لیکن تم لوگ ان کے ذرکیوجہ سے اُنکے لحاظ کے باعث اُنہیں اپنے ساتھ رکھتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ چندہ وصول کرنے میں ہم نے پوری کوشش کی ہے۔ اسبارہ میں تم غلطی پر ہو اور یقیناً غلطی پر ہو۔ ان نادہندوں کے پاس جاؤ جو احمدی کہلا کر چندہ نہیں دیتے! اور اُنہیں بتاؤ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حکم ہے۔ پھر بھی اگر وہ کہیں کہ ہم نہیں دیتے۔ تو اُن کا معاملہ میرے پیش کرو اسکے بعد خدا تعالےٰ جو علام الغیوب ہے۔ اسکے سامنے تم جوابدہ نہیں ہوگے کہ ہم نے اپنی طرف سے کوشش کر لی۔ تم انسانوں کو۔۔۔ [illegible] (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۷ء [illegible])

روحانی انقلاب کیلئے نماز میں خشوع خضوع ضروری ہے

خشوع خضوع کیا ہے

(از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر دکن)

(۱) الصلوٰۃ لمن لم یتخشع (مسند احمد)
بتکلف ہی سہی لیکن خشوع پیدا کرے۔

(۲) اول شیء یرفع من ھذہ الامۃ الخشوع حتی لاتری فیھا خاشعاً۔
اُمت سے پہلی چیز خشوع اُٹھائی جائے گی۔

(۳) رسول کریم صلعم ہمیشہ دعا کرتے تھے:۔
اللّٰھم انی اعوذبک من قلب لا یخشع (ترمذی)

(۴) رسول اکرم صلعم ہمیشہ رکوع میں یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے۔
خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظمی
اے اللہ تیرے لئے میرے کان، آنکھ، دماغ اور ہڈیاں سب جھک گئی ہیں۔

(۵) لو خشع قلبہ لخشعت جوارحہ (روح المعانی) خشوع خضوع کا اثر اسکے اعضاء پر نمایاں ہوتا ہے۔

(۶) نیت نماز۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض الخ
اس میں توجہ کامل خدا کے طرف کے معنی ہی خشوع کے ہیں۔

(۷) تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللّٰہ ورضواناً سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔
مومنوں کے علامات میں خشوع وخضوع کا اظہار فرمایا۔

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں اسکے لئے بطور ثبوت وشواہد کے ہیں۔

(۹) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نمازیں — بغور پڑھیئے؟

(الف) حضرت ابوبکر رض حضرت عبداللہ بن زبیر رض جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی کا ستون یا کھڑا ہے۔ جو بے حس و حرکت کھڑا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر وہ کہا کرتے تھے "وکان یقال ذالک الخشوع" کہ اس حالت کا نام خشوع ہے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک کپڑا ہے جو زمین پر ڈال دیا گیا ہے "کانہ ثوب ملقی"

(ج) حضرت عامر بن عبداللہ رض کے متعلق آتا ہے کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور لڑکیاں دف بجاتی تھیں مگر ان کو بالکل خبر نہ ہوتی تھی۔
(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۶)

(د) حضرت عبداللہ بن سلام رض کے متعلق آتا ہے کہ ان پر ہر وقت خشوع طاری رہتا۔ حضرت حذیفہ فرمایا کرتے تھے۔

"اول ما تفقدون من دینکم الخشوع واخر ما تفقدون الصلوٰۃ وتنقض عری الاسلام عروۃ عروۃ (روح المعانی تفسیر) آہستہ آہستہ اسلام کی تمام بنیادی چیزیں ترک ہو جائیں گی

دوسری روایت میں ہے

(ر) رُبَّ مُصَلٍّ لا خیر فیہ اوشک ان تدخل مسجد الجماعۃ فلا تری فیہ خاشعاً۔

(ذ) حضرت عبادہ بن صامت رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ایک شخص ہے کہ اسلام کی حالت میں اس کے بال سفید ہو گئے ہیں مگر ایک وقت کی نماز بھی اس نے اللہ کے لئے مکمل نہیں پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے ہوا آپ نے فرمایا۔

" لایتم خشوعھا وتواضعھا واقبالہ علی اللّٰہ عزوجل فیھا۔
نہ نماز میں خشوع خضوع پیدا کرتا اور نہ اپنی پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول رکھتا ہے

خشوع کا تعلق دل سے ہے

خشوع کا تعلق دل سے ہے اعضاء سے صرف اس قدر اس کا تعلق ہے کہ وہ اس کیفیت کے مظاہر ہیں:

حضرت عمر رض نے ایک شخص کو دیکھا کہ گردن جھکائے نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔
یا صاحب الرقبۃ ارفع رقبتک لیس الخشوع فی الرقاب وانما الخشوع فی القلب۔
(مدارج السالکین جلد ۱ صفحہ ۲۹۵)

حضرت عائشہ رض نے چند نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ بیماروں کی طرح بہت جھک کر چل رہے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ نُسّاک اور زُھّاد ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

کان عمر بن الخطاب رض اذا مشی اسرع واذا قال اسمع واذا ضرب اوجع واذا اطعم اشبع وکان ھو الناسک حقیقتاً۔

خشوع نفاق کیا چیز ہے؟

مگر کسی شخص کے قلب میں خشوع نہ ہو اور محض اپنے اعضاء جسم سے صرف ریاء کے لئے اس کا اظہار کرتا ہے تو یہ منع ہے

" تعوذوا باللّٰہ من خشوع النفاق"

صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ خشوع نفاق کیا چیز ہے فرمایا:

خشوع القلب والبدن ونفاق القلب ان تری العبد خاشعاً والقلب لیس بخاشع

خشوع کیا ہے اور اس کے مظاہر کیا ہیں؟

الف۔ الخشوع فی القلب وان تلین کنفک للمرء المسلم ولا تلتفت فی صلواتک (مستدرک)
حضور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ خشوع کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔

ب۔ ام رومان رض فرماتی ہیں کہ میں نماز میں ادھر ادھر دیکھتی تو اتنے زور سے انہوں نے کو نچا دیا کہ میں نے نماز توڑ دی

ج۔ پہلے صحابہ رض آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے تھے خدا نے فرمایا

الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون

حضرت ابوھریرہ رض کی دُعاء

مرض الموت میں نزع سے پہلے کچھ دیر کے لئے اُٹھایا گیا تو فرمایا۔ رسول اللہ صلعم سے میرے پاس امانت ہے اس کو سن لو۔

(۱) نماز میں ادھر اُدھر متوجہ نہ ہوا جائے (۲) کپڑے یا بدن سے نہ کھیلے (۳) جتنی چیزیں خشوع کے منافی ہیں اُن سے پرہیز کرے (۴) اعضاء پر سکون طاری رکھ اپنی توجہ اللہ کی جانب رکھنا ضروری ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض سے فرمایا:۔
انی اُحب لک ما احب لنفسی لا تفرقع اصابعک وانت تصلی۔
نماز میں انگلیاں نہ توڑ یہ خشوع کے منافی ہے۔

خشوع کا تعلق پوری زندگی سے ہے:

صوفیہ کے نزدیک خشوع کا تعلق پوری زندگی سے ہے نماز تک محدود نہیں۔ تسلیم ورضاء۔ انابت وخشیت عاجزی وانکساری تواضع وتذلل کی جو کیفیت نماز کے وقت ہوتی ہے وہی اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہونی چاہیئے۔ رسول اکرم صلعم کے متعلق ایک صحابیہ فرماتی ہیں:۔

رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والقنفصاء فی الجلسۃ ارعدت من الفرق"
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عاجزانہ گوٹ مارے بیٹھے دیکھا تو رُعب سے کانپ اُٹھی۔

علماء کے اقوال اور بزرگان ملت کے ارشادات

امام احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں:۔
(۱) خوف وخشیت وتواضع وانکسار کے ساتھ مسجد میں آئے۔
(۲) وہ سمجھے کہ وہ خدائے واحد لاشریک کے سامنے آیا ہے۔ جہاں بھی وہ ہوگا خدا سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ کوئی ذرہ اس کی قدرت یا علم سے باہر نہیں
(۳) اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں آیا ہے۔ جہاں اُسی کا ذکر اسی کا چرچا کیا جائے
(۴) ایسے عظمت کے مقام میں آنے سے پہلے دنیاوی تفکرات سے اپنے دل و دماغ کو ہٹائے
(۵) وقار اور سنجیدگی کے ساتھ وہاں پہنچے۔
(۶) خدا کے حضور کھڑا ہو تو یہ سمجھے کہ خدا نے اپنے احسان واکرام سے سرتاپا ڈھانک دیا ہے۔
(۷) مغفرت طلب کرے
ان تمام امور کو سامنے رکھ کر ہر شخص کو کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ اولاً نماز پنجوقتہ باجماعت پڑھے۔ نوافل پڑھے۔ تہجد پڑھے۔ دوسری دعائیں کرے اور ہر امر میں خشوع وخضوع اختیار کرے۔

من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ الی السماء السابعۃ

جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ اس کو ساتویں آسمان کی طرف اُٹھا لیتا ہے پھر متواضع انسان، خدا سے قبولیت دعا کا معجزہ پاتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے لئے روحانی انقلاب ہوتے ہیں۔ آمین +

ہفت روزہ بدر مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۳ء۔ رجسٹرڈ ای۔ پی نمبر ۹۷۱